

# بَهْمُضَاتِ الْمُبْتَكَرِ

## مَسَائِلُ فِضَائِلِ

مستند فتاویٰ اور احادیث کی کتابوں کے حوالوں سے مزین

جمع و ترتیب

### مولانا ڈاکٹر محمد مشتاق احمد

فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی  
و متخصص دارالافتاء والارشاد کراچی

● روزے کے فضائل و مسائل

● سحری و افطاری کے فضائل و مسائل

● تراویح کے مسائل

● اعتکاف کے فضائل و مسائل

● صدقۃ الفطر کے فضائل و مسائل

● صلوة تسبیح

● صلوة ادا بین

● صلوة حاجت

ناشر

دارالکلم  
میدان سیمتہ نیما

مینگورہ سوات

الخطاط گرافکس  
0342-2087277  
0343-2627864

# رَمَضَانَ الْمُبَارَكِ مَسْأَلَةٌ وَفَضَائِلٌ

مستند فتاویٰ اور احادیث کی کتابوں کے حوالوں سے مزین

جمع و ترتیب

مولانا ڈاکٹر محمد مشتاق احمد

فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی  
و متخصص دارالافتاء والارشاد کراچی

- روزے کے فضائل و مسائل
- سحری و افطاری کے فضائل و مسائل
- تراویح کے مسائل
- اعتکاف کے فضائل و مسائل
- صدقۃ الفطر کے فضائل و مسائل
- صلوة تسبیح
- صلوة اطمین
- صلوة حاجت

دارالعلوم  
مکتبہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا  
مینگورہ سوات



جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

رُفْعُ الْمَبَارِكِ مَسَائِلَ وَفَضَائِلَ  
نام کتاب:

تالیف: مولانا ڈاکٹر محمد مشتاق احمد

سن اشاعت:

تعداد:

کمپوزنگ: الخطاط کرافٹس  
0342-2087277  
0343-2627864

ملنے کے پتے

فہرست مضامین		
صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۳	حرف اول	۱
۷	فضائلِ رمضان	۲
۱۱	روزہ کسے کہتے ہیں؟	۳
۱۲	روزہ کے ارکان، روزہ کی نیت	۴
۱۳	وہ چیزیں جن سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے	۵
۱۶	وہ چیزیں جن سے روزہ نہیں ٹوٹتا	۶
۱۸	جن چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور قضا واجب ہو جاتا ہے مگر کفارہ واجب نہیں ہوتا	۷
۱۹	وہ چیزیں جن سے روزہ ٹوٹتا نہیں؛ مگر مکروہ ہو جاتا ہے	۸
۲۰	وہ عذر جن کی وجہ سے رمضان میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہوتی ہے	۹
۲۱	قضاء روزوں کے مسائل	۱۰
	کفارہ کے مسائل	۱۱
۲۲	روزوں کا فدیہ/فدیہ کے مسائل	۱۲
۲۸	مسائل تراویح	۱۳
۳۱	سحری کے فضائل	۱۴
۳۲	سحری کے مسائل	۱۵

فہرست مضامین		
صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
۳	حرف اول	۱
۷	فضائلِ رمضان	۲
۱۱	روزہ کسے کہتے ہیں؟	۳
۱۲	روزہ کے ارکان، روزہ کی نیت	۴
۱۳	وہ چیزیں جن سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے	۵
۱۶	وہ چیزیں جن سے روزہ نہیں ٹوٹتا	۶
۱۸	جن چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور قضا واجب ہو جاتا ہے مگر کفارہ واجب نہیں ہوتا	۷
۱۹	وہ چیزیں جن سے روزہ ٹوٹتا نہیں؛ مگر مکروہ ہو جاتا ہے	۸
۲۰	وہ عذر جن کی وجہ سے رمضان میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہوتی ہے	۹
۲۱	قضاء روزوں کے مسائل	۱۰
	کفارہ کے مسائل	۱۱
۲۲	روزوں کا فدیہ / فدیہ کے مسائل	۱۲
۲۸	مسائل تراویح	۱۳
۳۱	سحری کے فضائل	۱۴
۳۲	سحری کے مسائل	۱۵

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد المرسلين و  
على آله و اصحابه اجمعين

## حرف اول

یوں تو سال کے بارہ مہینے اور تین سو پینسٹھ دن میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی اطاعت کرنی چاہئے اور گناہوں سے بچنا چاہئے لیکن رمضان المبارک کے مہینہ میں اس کی زیادہ کوشش کرنی چاہئے کیونکہ یہ ایک ایسا مہینہ ہے کہ جس میں عام دنوں کے بنسبت گناہوں سے بچنا آسان ہے جیسا کہ احادیث نبویہ میں آتا ہے کہ ان مہینوں میں شیطان کو باندھ دیا جاتا ہے۔ بد نظری، غیبت، چغلی، جھوٹ سمیت ہر قسم کے چھوٹے بڑے گناہوں سے توبہ کر کے اس مبارک مہینہ کو ان تمام عیوب سے پاک گزارنے کا مکمل عزم و ارادہ کا اثر پوری زندگی پر ہوگا ان شاء اللہ۔ پورے دن کے معمولات کو اس طرح سے ترتیب دینا چاہئے کہ فارغ وقت کم سے کم ہو۔ تمام بزرگوں کے ہاں رمضان کا یہ معمول رہا کہ دوسرے مشاغل کم سے کم کر کے زیادہ سے زیادہ اوقات عبادت میں مشغول رہا کرتے، لیکن اگر ایسا ممکن نہ ہو تو پھر دوسرے مشاغل کے ساتھ ساتھ پورے دن کی ترتیب میں درج ذیل امور کا لحاظ رکھنا چاہئے:

۱۔ اپنے روزمرہ کے معمولات کے ساتھ سحری کے اوقات میں تہجد کے اہتمام کا

معمول، چاہے دو رکعت ہی کیوں نہ ہو۔

۲۔ ہر نماز کے ساتھ، حسب استطاعت نوافل اور گزشتہ نمازوں میں سے کم از کم

ایک نماز کی قضا کی ترتیب بنا لینی چاہئے اس طرح رمضان کے اختتام تک کم از کم ایک مہینہ کی قضا نمازوں کے ساتھ ساتھ وقت پر نماز کی ادائیگی کے عادت کی توفیق بھی باری تعالیٰ عنایت فرمادیں گے۔ ان شاء اللہ۔

۳۔ پورے رمضان المبارک میں زیادہ سے زیادہ تلاوت کا معمول بنا لینا چاہئے۔ خصوصاً ہر نماز کے ساتھ آدھ پارہ سے لے کر ایک پارہ تک تلاوت کی عادت بنا لی جائے تو اختتام رمضان تک دو سے تین دفعہ پورے قرآن کریم کی تلاوت کی سعادت حاصل ہو جائے گی۔

۴۔ نیکی کے کاموں، خصوصاً اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنے میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہئے کیونکہ رمضان نیکیوں کا مہینہ ہے اور جیسا کہ احادیث مبارکہ کے حوالے سے نقل کیا گیا کہ اس مبارک مہینہ میں ایک نیکی کا ثواب عام دنوں سے کئی گنا بڑھ کر ہے۔

۵۔ اس مبارک مہینہ میں یہ خیال رہے کہ ہماری کسی بات اور عمل سے کسی کو کوئی تکلیف نہ ہو، تلخ کلامی اور درشتگی سے پرہیز کریں۔ عموماً اس مبارک مہینہ میں اس حوالے سے بے احتیاطی پائی جاتی ہے۔ اگر کوئی ایک دو بول زیادہ بھی کہہ دے تو صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوٹنا چاہئے، کیونکہ روزہ ہمیں صبر کی تلقین کرتا ہے اور یہ روزے کے احترام کا تقاضا بھی ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ إِذَا أَصْبَحَ أَحَدُكُمْ يَوْمًا صَائِمًا فَلَا يَرْفُثُ وَلَا يَجْهَلُ فَإِنَّ أَمْرًا شَاتِمَهُ أَوْ قَاتَلَهُ فَلْيُقِلْ إِلَيَّ صَائِمًا إِلَيَّ صَائِمًا.

(صحیح مسلم: ۲۷۵۹)

جب تم میں سے کسی کا روزہ ہو تو وہ گندی باتوں اور نادانیوں سے پرہیز کرے اگر کوئی اس (روزہ دار) کے ساتھ گالی گلوچ اور لڑائی جھگڑا کرے تو وہ کہے کہ میں روزے سے ہوں۔

۶۔ کچھ گناہ ایسے ہیں جو ہماری روزمرہ زندگی میں غیر محسوس انداز میں داخل ہو گئے ہیں اور ان کا گناہ ہونا یا گناہ کی سنگینی کا احساس ہمیں نہیں ہوتا، مثلاً غیبت، چغلی، وغیرہ۔ رمضان المبارک میں تو خاص طور پر ان گناہوں سے بچنا چاہئے۔ اس ترتیب کے ساتھ اس مبارک مہینہ کے اختتام پر یقیناً زندگی میں ایک مثبت تبدیلی محسوس ہوگی۔

اس کتابچہ کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ ماہ رمضان سے منسلک چیدہ چیدہ مسائل و فضائل جمع کئے جائیں، خصوصاً ان مسائل کو جن سے عموماً واسطہ پڑتا ہے۔ نیز اس میں مختصر انداز میں اس مبارک مہینہ کے حوالے سے معمولات کا تذکرہ ہو، تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس سے مستفید ہو سکیں۔ اس لئے تمام مسائل مستند فتاویٰ جات کے حوالوں کے ساتھ نقل کئے گئے ہیں۔ بہر صورت پھر بھی انسان غلطی کا پتلا ہے اس لئے نظر میں آنے والی کسی بھی غلطی سے ضرور مطلع کیجئے تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح ہو سکے۔ ناسپاسی ہوگی اگر اس موقع پر اپنے محسنین اساتذہ کرام کا تذکرہ نہ کروں جنہوں نے قلم پکڑنا سکھایا، اسی طرح والدہ محترمہ کے نالہ نیم شب اور والد محترم کی مسلسل حوصلہ افزائی کا تذکرہ بھی لازم ہے کہ جس قلم اٹھانے کی ہمت دی۔ اس طرح ان تمام احباب کا بھی احسان مند ہوں جنہوں نے اس رسالہ کی طباعت اور نظر ثانی میں موقع بہ موقع معاونت کی۔

آپ حضرات سے گزارش ہے کہ رمضان کے عام و خاص اوقات میں جب آپ اپنے اور اپنے اہل و عیال کے لئے دعا کریں تو بندہ، اس کے اساتذہ کرام، والدین، اہل و عیال اور ان کتابوں کے مؤلفین و مفتیان کرام جن سے اس رسالہ کی ترتیب میں استفادہ کیا گیا، کو بھی اپنی دعاوں میں یاد رکھیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ اس کتابچہ کو اپنی بارگاہ میں قبولیت سے نوازے اور نافع اور ذخیرہ آخرت بنا دے۔ آمین یا رب العالمین!

## فضائلِ رمضان المبارک

اللہ تعالیٰ کا پاک ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى  
الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ○ (البقرة: ۱۸۳)

”اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جیسے کہ تم سے پہلی امتوں  
پر فرض کئے گئے تھے، تاکہ تم تقویٰ اختیار کر لو۔“

اس آیت کریمہ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ امت محمدیہ کو یہ تعلیم دی جائے کہ  
روزے کی فرضیت تمہارے ساتھ خاص نہیں، بلکہ پچھلی امتوں پر بھی روزے فرض کئے  
گئے تھے۔ اس سے روزے کی خاص اہمیت بھی معلوم ہوئی اور مسلمانوں کی دلجوئی کا بھی  
انتظام کیا گیا کہ روزہ اگرچہ مشقت کی چیز ہے مگر یہ مشقت تم سے پہلے بھی سب لوگ  
اٹھاتے آئے ہیں۔ طبعی بات ہے کہ مشقت میں بہت سے لوگ مبتلا ہوں تو وہ ہلکی معلوم  
ہونے لگتی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس طرح نماز کی عبادت سے کوئی شریعت اور کوئی  
امت خالی نہیں رہی اسی طرح روزہ بھی ہر شریعت میں فرض رہا ہے۔

(معارف القرآن، ج ۲، ص ۴۴۸)

اس طرح حضرت سلمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے  
شعبان کے آخری دن ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا کہ اے لوگوں! ایک ایسا مہینہ آنے والا  
ہے جو نہایت مبارک ہے جس میں ایک رات ہے جو (عبادت کے لحاظ سے) اللہ کے  
ہاں ایک ہزار مہینوں سے زیادہ ہے۔ اس میں راتوں کا قیام باعثِ ثواب قرار دیا گیا

ہے۔ جو اس مہینہ میں ایک نیکی سے اللہ کے ہاں قربت حاصل کرے وہ رمضان کے علاوہ میں فرض جیسا ہے اور جو اس مہینہ میں ایک فرض ادا کرے وہ ایسا ہے جیسا اس کے علاوہ مہینوں میں ستر فرض ادا کرے۔ یہ مہینہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے، یہ مہینہ لوگوں کے ساتھ غمگساری کا ہے اور اس مہینہ میں مومنوں کے رزق میں اضافہ کیا جاتا ہے۔ جو ایک روزہ دار کو روزہ افطار کراتا ہے وہ اس کے لئے گناہوں کے معاف ہونے اور آگ سے بچنے کا سبب بن جاتا ہے اور اس کا ثواب روزہ دار جتنا ہوگا مگر روزہ دار کے ثواب میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔ صحابہ نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! ہم میں ہر کوئی اتنی طاقت نہیں رکھتا کہ روزہ دار کو افطار کرائے تو حضور نے ارشاد فرمایا کہ یہ ثواب پیٹ بھر کر کھلانے کے ساتھ خاص نہیں بلکہ اگر کوئی صرف ایک کھجور کے ساتھ، یا پانی کے ایک گھونٹ کے ساتھ یا لسی کے ایک گھونٹ کے ساتھ بھی کسی کو افطار کرادے تو اس کو بھی یہ ثواب مل جائے گا۔ یہ ایک ایسا مہینہ ہے کہ جس کا پہلا حصہ اللہ کی رحمت ہے، درمیانی حصہ مغفرت ہے اور آخری حصہ آگ سے آزادی کا ہے۔ جو اس مہینہ میں اپنے غلام اور خادم سے بوجھ ہلکا کر لے اللہ اس کی مغفرت فرماتا ہے اور آگ سے آزادی دلاتا ہے۔ اس مہینہ میں چار چیزوں کی کثرت کریں جن میں دو چیزیں تو اللہ کی رضا کے لئے ہیں اور دو چیزیں ایسی ہیں جس کے بغیر تم لوگ نہیں رہ سکتے۔ پہلی دو چیزیں کلمہ طیبہ اور استغفار کا زیادہ سے زیادہ درد ہے اور دوسری دو میں سے ایک جنت کی طلب کرنا اور آگ یعنی جہنم سے پناہ مانگنا ہے۔ جو کوئی روزہ دار کو پانی پلائے اللہ اس کو قیامت کے دن میرے حوض سے ایسا پانی پلائے گا کہ اس کو جنت میں داخل ہونے تک پیاس نہیں لگے گی۔

دوسری جگہ ارشاد گرامی ہے:

عَنْ ابْنِ عُمَرَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ: شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، وَإِقَامِ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ وَحَجِّ الْبَيْتِ مَنْ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا. (صحیح بخاری)

اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے۔ اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، اور نماز قائم کرنے پر اور زکوہ کی ادائیگی پر، اور رمضان کے روزوں پر اور حج بیت اللہ پر، جو اس کی طاقت رکھتا ہو۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا جَاءَ رَمَضَانُ فَتُفْتَحُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ النَّارِ وَصُفِّدَتِ الشَّيَاطِينُ" (صحیح مسلم، حدیث نمبر ۲۵۴)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں اور آگ (دوزخ) کے دروازے بند کر دئے جاتے ہیں اور شیطانوں کو باندھ دیا جاتا ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ صَامَ رَمَضَانَ وَقَامَهُ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ" (سنن ترمذی، حدیث نمبر ۶۸۳)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جس نے رمضان کے روزے رکھے اور قیام کیا، ایمان کی حالت میں اور صرف اللہ تعالیٰ سے حصول ثواب کی خاطر تو اس کے

پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

اسی طرح روزہ داروں کے حوالے سے بھی فضائل منقول ہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: كُلُّ عَمَلٍ ابْنِ آدَمَ يُضَاعَفُ الْحَسَنَةُ عَشْرًا أَمْثَالِهَا إِلَى سَبْعِمِائَةٍ ضِعْفٍ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَّا الصَّوْمَ فَإِنَّهُ لِي وَأَنَا أَجْزَى بِهِ يَدَعُ شَهْوَتَهُ وَطَعَامَهُ مِنْ أَجْلِ اللَّصَائِمِ فَرَحْتَانِ فَرَحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهِ وَفَرَحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهِ. وَتُخْلُوفُ فِيهِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ (صحیح مسلم حدیث نمبر ۲۷۶۳)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ہر نیک عمل کا ثواب دس گنا سے سات سو گنا تک بڑھا دیا جاتا ہے سوائے روزہ کے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ روزہ میرے لئے ہے اور اس کا بدلہ میں دوں گا۔ کیونکہ (روزہ دار) میری رضا کی خاطر اپنی جسمانی ضرورت، اور کھانا پینا چھوڑ دیتا ہے۔ روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں ایک خوشی افطاری کے وقت کی ہے اور دوسری خوشی رب سے ملاقات کے وقت۔ اور یقیناً اللہ کے ہاں مشک سے زیادہ روزہ دار کے منہ سے نکلنے والے بو کی قیمت ہے۔

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ فِي الْجَنَّةِ بَابًا يُقَالُ لَهُ الرَّيَّانُ يَدْخُلُ مِنْهُ الصَّائِمُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يَدْخُلُ مَعَهُمْ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ يُقَالُ أَيْنَ الصَّائِمُونَ فَيَدْخُلُونَ مِنْهُ فَإِذَا دَخَلَ آخِرُهُمْ أُغْلِقَ فَلَمْ

يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ“ (صحیح مسلم، حدیث نمبر ۲۷۶۶)

حضرت سہل بن سعد فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جنت میں ایک دروازہ ہے جس کا نام ریان ہے جس سے روزہ دار قیامت کے دن جنت میں داخل ہوں گے۔ ان کے ساتھ اس دروازے سے کوئی اور داخل نہیں ہو پائے گا۔ کہا جائے گا کہ روزہ دار کہاں ہیں تو سارے روزہ دار اسی خاص دروازے سے داخل ہو جائیں گے یہاں تک کہ ان میں سے آخری روزہ دار داخل ہو جائے تو یہ دروازہ بند کر دیا جائے گا اس کے بعد اس دروازے سے کوئی داخل نہیں ہو پائے گا۔

### روزہ کی فرضیت

ہجرت کے دوسرے سال رمضان کے روزے فرض کئے گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات مبارکہ میں نو سال رمضان کے روزے رکھے۔

(المجموع للنووی، ج ۶، ص ۲۵۰)

### روزہ کسے کہتے ہیں؟

صوم (روزے) کا لفظ عربی میں کسی بھی کام سے اپنے آپ کو روک لینے کو کہتے ہیں۔ شریعت میں اس لفظ کا اطلاق کھانے، پینے اور جماع سے صبح صادق سے غروب آفتاب تک روزے کی نیت سے پرہیز کرنے کو کہا جاتا ہے۔

(فتاویٰ عالمگیری ج 1 ص 194)

### روزے کے ارکان

روزے کا رکن فجر کا وقت داخل ہونے سے لے کر (یعنی صبح صادق سے) سورج غروب

ہونے تک اپنے آپ کو ان تمام کاموں سے روکنا جن سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

(ردالمحتار ج 2 ص 90)

## روزے کی نیت

نیت دل کے ارادے اور عزم کو کہتے ہیں لہذا جب کوئی شخص کسی کام کا ارادہ کرتا ہے تو گویا اس نے نیت کر لی پھر اس کا زبان سے ظاہر کرنا ضروری نہیں۔“

(مسائل رفعت قاسمی، مسائل روزہ، ص ۲۹)

بلکہ رمضان شریف کے روزے میں اتنی نیت کر لینا کافی ہے کہ آج میرا روزہ ہے یا رات کو سوچ لے کہ کل میرا روزہ ہے تب بھی روزہ ادا ہو جائے گا۔ اگر نیت میں یہ بات خاص طور سے بھی نہ آئی ہو کہ رمضان کا روزہ ہے یا فرض روزہ ہے تب بھی رمضان کا روزہ ادا ہو جائے گا۔ بلکہ اگر نفل یا کسی اور طرح کے روزے کی نیت کیوں نہ کر لے تب بھی رمضان کا فرض روزہ ادا ہوگا نفل روزہ نہ ہوگا۔

(بہشتی زیور، حصہ ۳، ص ۳)

## نیت کس وقت کرنی چاہئے؟

رمضان کے روزوں، نفل روزوں اور نذر کے روزوں میں رات سے نیت کرنا بہتر ہے۔ اگر اس وقت نیت نہیں کی یعنی روزے کا ارادہ نہیں تھا اور صبح بغیر نیت کے ہی بھوکا پیاسا رہا اور کچھ کھایا یا پیا نہیں اور نصف النہار شرعی (یعنی شرعی آدھا دن گزرنے سے پہلے) اس نے روزے کا ارادہ کر لیا تو روزہ ادا ہو جائے گا۔ لیکن اگر شام تک ویسے ہی بھوکا پیاسا رہا اور روزے کا ارادہ اور نیت نہیں کی بلکہ بھوک ہی نہیں لگی یا کسی اور وجہ سے

کھانے پینے کا موقع نہیں ملا تو روزہ نہیں ہوا۔ (بہشتی زیور ج ۳ ص ۳)

یہ بات قابل ذکر ہے کہ علماء کے ہاں سحری کھانا بھی نیت کے قائم مقام ہے کیونکہ سحری عمومی طور پر اس ارادے کے ساتھ کی جاتی ہے کہ روزہ رکھنا ہے۔ (البتہ اگر سحری کرتے ہوئے روزے کا ارادہ نہ ہو تب یہ نیت کے قائم مقام نہیں سمجھی جائے گی)۔

(مسائل رفعت قاسمی ج ۴ ص ۴۹)

اگر رات کو روزہ کی نیت کر لی تو صبح صادق تک نیت بدلنے کا اختیار ہے۔

(مسائل رمضان، مفتی احمد متاثر، ص ۶)

## روزے کی شرائط

رمضان کے روزے واجب ہونے کے لئے مسلمان ہونا، عاقل ہونا، بالغ ہونا اور تندرست ہونا شرط ہے۔

(الفقہ الاسلامی

وادلتہ، ج ۲، ص ۶۱۰)

## روزے کے احکام

درج ذیل چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا:

- ۱۔ اگر بھول کر کھاپی لے تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (بہشتی زیور، ص ۱۸۰)
- ۲۔ ناک سے خون بہنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، بشرطیکہ پیٹ میں خون نہ چلا جائے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، ج ۶، ص ۴۰۶)
- ۳۔ کان کے اندر پانی، تیل یا دوا ڈالنے سے روزہ فاسد نہیں ہوگا، سوائے اس صورت کے کہ کسی شخص کے کان کا پردہ پھٹا ہو، اور وہ پانی، تیل یا دوا وغیرہ اس کے حلق تک پہنچ جائے۔ البتہ اس کے باوجود اگر کوئی شخص قدیم جمہور فقہاء کے قول کے مطابق

خود احتیاط کرے اور روزہ کی حالت میں کان کے اندر دوا ڈالنے کے بجائے افطار کے بعد تیل یا دوا ڈالے تو اس کے لئے ایسا کرنا بہتر اور شبہ سے بعید تر ہوگا۔

(فتویٰ مجلس تحقیق مسائل حاضرہ دارالعلوم کراچی، مطبوعہ ماہنامہ البلاغ کراچی رمضان ۱۳۲۲)

۴۔ ناک میں پانی چلے جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، البتہ اگر ناک کے راستے پانی

حلق اور پیٹ میں چلا جائے تب روزہ ٹوٹ جائے گا۔ (امداد الفتاویٰ۔ ج ۱ ص ۷۲)

۵۔ روزہ کی حالت میں دن میں سرمہ لگانے، تیل لگانے، خوشبو سونگھنے سے

روزے میں فرق نہیں پڑتا۔ (بہشتی زیور ج ۳ ص ۱۰)

۶۔ روزہ کی حالت میں تھوک منہ میں جمع ہو جائے تو اس کو نگلنے سے روزہ نہیں

ٹوٹتا۔ (حوالہ بہشتی زیور ص ۱۸۰)

۷۔ مصنوعی دانت منہ میں لگے رہنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (امداد الفتاویٰ ج ۲ ص ۱۳۲)

۸۔ مسواک کرنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، چاہے اس کی کڑواہٹ منہ میں محسوس ہی

کیوں نہ ہو۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند۔ ج ۶ ص ۲۵۶، کتاب الفتاویٰ۔ ج ۳ ص ۳۸۳)

۹۔ روزے میں گیلے کپڑے پہننے یا بار بار غسل کرنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند۔ ج ۶ ص ۲۵۸)

۱۰۔ رمضان میں نیند سے جاگنے کے بعد دیکھا کہ دانت میں خون ہے لیکن یہ یقین

نہیں کہ نیند کے دوران خون پیٹ میں گیا یا نہیں تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۶ ص ۲۶۱)

۱۱۔ آنکھ میں دوا ڈالنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا اگرچہ ذائقہ حلق میں محسوس ہو۔

(مسائل رفعت قاسمی، مسائل روزہ ص ۶۱)

۱۲۔ ناک کا یا منہ کی رال حلق میں جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (بہشتی زیور حصہ ۳ ص ۱۲)

۱۳۔ دانتوں میں خوراک کا کچھ حصہ اٹکا ہوا تھا اور وہ منہ سے نکالے بغیر نکل لیا تو اگر چنے کے دانے سے کم تھا تو روزہ نہیں ٹوٹا اور اگر چنے کے دانے کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو روزہ ٹوٹ گیا اور اگر منہ سے نکال کر دوبارہ کھا لیا تو روزہ ٹوٹ گیا چاہے جتنا بھی ہو۔ (بہشتی زیور حصہ ۳ ص ۱۱)

۱۴۔ سر میں تیل ڈالنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۶ ص ۲۵۶)

۱۵۔ کان میں پانی جانے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا۔ (احسن الفتاویٰ ج ۴ ص ۴۳۰)

۱۶۔ روزہ کی حالت میں بال کاٹنے، ناخن کاٹنے سے روزے پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

(کتاب الفتاویٰ ج ۳ ص ۳۸۴)

۱۷۔ روزہ کی حالت میں آنکھ میں دوا ڈالنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

(کتاب الفتاویٰ ج ۳ ص ۳۸۸)

۱۸۔ اگر روزہ کی حالت میں بلا ارادہ خود قے آجائے یا پانی آجائے چاہے جتنی بھی ہو اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا بشرطیکہ اس کو قصد آنہ لگے۔ اگر اس کو نکل لیا یا جان بوجھ کر قے کر دے اور وہ منہ بھر کر ہو تو اس صورت میں روزہ ٹوٹ جائے گا۔

(کتاب الفتاویٰ ج ۳ ص ۳۸۸)

۱۹۔ کسی خوشبو یا بدبو کا ناک میں جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

(فتاویٰ محمودیہ، ج ۱۰ ص ۱۵۳)

۲۰۔ کسی بھی قسم کے انجکشن یا ٹیکہ لگوانے یا بھول کر کھانے پینے یا حلق میں پانی ڈالنے یا بلا قصد چلے جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا اسی طرح اگر خواب میں یا صحبت سے غسل کی حاجت ہو گئی اور صبح صادق ہونے سے پہلے غسل نہیں کیا اور اسی حالت میں روزہ کی

نیت کر لی تو روزہ میں خلل نہیں آیا۔

(احکام رمضان المبارک و مسائل زکوٰۃ: مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

## جن چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے

۱۔ روزے کی حالت میں دانتوں سے نکلے ہوئے خون کی چار صورتیں ہیں:

(۱): خون تھوک پر غالب ہو (ب): برابر ہو (ج): خون کا ذائقہ حلق میں محسوس ہو (د): ان تینوں میں سے کوئی صورت نہ ہو۔ پہلے تین صورتوں میں روزہ ٹوٹ جائے گا قضا لازم ہے کفارہ نہیں۔ آخری صورت میں روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

(مسائل رمضان، مفتی احمد ممتاز صاحب، ص ۷)

۲۔ عام انہیلر کے بارے میں ماہرین فن یہ کہتے ہیں کہ اس کے اسپرے کے ذرات حلق تک پہنچ جاتے ہیں اور چونکہ حالت روزہ میں دوا یا غذا حلق تک پہنچنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اس لیے ایسے انہیلر کے اسپرے سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔

(فتویٰ دارالعلوم کراچی، ماخذہ التبیان، ۸۳۶/۷)

۳۔ اگر مریض کو دی جانے والی مصنوعی آکسیجن، عام ہوا میں پائی جانے والی آکسیجن پر ہی مشتمل ہو اور اس میں کسی شکل میں کوئی دوا یا مادی چیز بالکل شامل نہ ہو تو اس سے روزہ فاسد نہیں ہوگا اور اگر اس میں کسی بھی شکل میں کوئی دوا یا مادی چیز شامل ہو تو روزہ فاسد ہو جائیگا۔

(فتویٰ دارالعلوم کراچی، ماخذہ التبیان، ص ۵۱۵/۷۵)

۳۔ انہیلر کے استعمال سے چونکہ دوا کے ذرات حلق تک پہنچ جاتے ہیں لہذا اس کے استعمال سے روزہ ٹوٹ جائے گا، چاہے اس کا استعمال دمہ کے مریض کے واسطے ہو یا کسی اور مقصد سے ہو۔ البتہ اگر روزہ کی حالت میں دمہ کے مرض کی وجہ سے انہیلر کا

- استعمال کرنا پڑ جائے تو اس کی وجہ سے صرف قضاء لازم ہوگی کفارہ واجب نہیں ہوگا۔
- واضح رہے کہ بھاپ خود پانی ہے لہذا روزہ کی حالت میں بھاپ خود بذریعہ ناک لی جائے یا بذریعہ منہ، دونوں صورتوں میں اگر پانی حلق تک پہنچ گیا تو روزہ فاسد ہو جائیگا۔ (فتویٰ دارالعلوم کراچی، ماخذہ التبیان ۴۵۲/۴۰)
- ۴۔ روزے کی حالت میں دانت نکلوانا بوقتِ ضرورت شدیدہ جائز ہے اور بلا ضرورت مکروہ ہے اور اگر دوا یا خون پیٹ کے اندر چلا جائے اور تھوک پر غالب ہو یا اس کے برابر ہو یا اس کا مزہ محسوس ہو تو اس صورت میں روزہ ٹوٹ جائے گا۔ (احسن الفتاویٰ، ج ۳ ص ۳۳۶)
- ۵۔ خون پر تھوک کا غلبہ ہو تو روزہ فاسد نہیں ہوتا اور اگر خون مساوی یا زیادہ ہو تو روزہ ٹوٹ جائے گا قضا واجب ہے کفارہ نہیں۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۷ ص ۲۵۸)
- ۶۔ سفر کی وجہ سے افطار کرنا جائز ہے لیکن اگر روزہ رکھ لے تو زیادہ بہتر ہے۔ (کتاب الفتاویٰ۔ ج ۳ ص ۴۰۱)
- ۷۔ روزے کی حالت میں کسی شخص کو بھول کر کھاتے پیتے ہوئے دیکھے اور اس کو علم ہو کہ یہ شخص بھول کر روزے کی حالت میں کھاپی رہا ہے تو اگر وہ شخص ضعیف اور کمزور ہے تو اگر اس کو یاد نہ دلا یا جائے تو اس کی گنجائش ہے لیکن اگر ضعیف یا کمزور نہ ہو تو اس کو یاد کروانا چاہئے۔ (فتاویٰ عباد الرحمن بنخیر۔ ص ۱۶۷ بحوالہ بحر ہندیہ)
- ۸۔ وہ چیزیں جو نہ غذا کے طور پر استعمال ہوتی ہیں نہ دوا کے طور پر مثلاً پتھر، لکڑی وغیرہ ان کو نکلنے کی صورت میں روزہ ٹوٹ جائے گا ان صورتوں میں صرف قضا ہے کفارہ نہیں۔ (فتاویٰ عباد الرحمن، ص ۱۶۹)

- ۹۔ اگر بتی کا دھواں منہ یا ناک میں نہ لیا جائے بلکہ دور رکھا جائے اور اگر بلا ارادہ دھواں منہ میں یا ناک میں داخل ہو جائے تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا لیکن اگر قصداً دھواں ناک سے کھینچا جائے تو اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۰ ص ۵۳)
- ۱۰۔ روزہ دار کے لئے غسل کرتے ہوئے غرغره (حلق تک پانی پہنچانا) اور ناک کے نرم حصے تک پانی پہنچانے کا حکم نہیں ہے کیونکہ روزہ ٹوٹنے کا اندیشہ ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ، ج ۷، ص ۲۸۹)

جن چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور قضا واجب ہو جاتا

ہے مگر کفارہ واجب نہیں ہوتا

- ۱۔ قصداً منہ بھرتے کرنا۔
- ۲۔ کلی کرتے ہوئے حلق میں پانی چلا جانا۔
- ۳۔ عورت کو چھونے وغیرہ سے انزال ہو جانا۔
- ۴۔ کوئی ایسی چیز نگل جانا جو عادتاً کھائی نہیں جاتی، جیسے لکڑی، لوہا، کچا گیہوں کا دانہ وغیرہ۔
- ۵۔ لوبان یا عود وغیرہ کا دھواں قصداً ناک یا حلق میں پہنچانا، بیڑی، سگریٹ، حقہ پینا اسی حکم میں ہیں۔
- ۶۔ بھول کر کھاپی لیا اور یہ خیال کیا کہ اس سے روزہ ٹوٹ گیا ہوگا پھر قصداً کھاپی لیا۔
- ۷۔ رات سمجھ کر صبح صادق کے بعد سحری کھالی۔ ۸۔ دن باقی تھا، مگر غلطی سے یہ سمجھ

کر کہ آفتاب غروب ہو گیا ہے، روزہ افطار کر لیا۔

(احکام رمضان المبارک و مسائل زکوٰۃ: مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

۸۔ کلی کرتے وقت غلطی سے حلق میں پانی چلا گیا اور روزہ یاد تھا تو روزہ ٹوٹ گیا  
قضا واجب ہے کفارہ واجب نہیں۔ (بہشتی زیور، ص ۱۸۱)

وہ چیزیں جن سے روزہ ٹوٹتا نہیں مگر مکروہ ہو جاتا ہے

۱۔ بلا ضرورت کسی چیز کو چبانا یا نمک وغیرہ چکھ کر تھوک دینا، ٹوتھ پیسٹ یا منجن یا  
کونکہ سے دانت صاف کرنا بھی روزہ میں مکروہ ہیں۔ ۲۔ تمام دن حالت جنابت میں بغیر  
غسل کیے رہنا۔ ۳۔ غیبت یعنی کسی کی پیٹھ پیچھے اس کی برائی کرنا یہ ہر حال میں حرام ہے،  
روزہ میں اس کا گناہ اور بڑھ جاتا ہے۔ ۴۔ روزہ میں لڑنا جھگڑنا، گالی دینا خواہ انسان کو ہو  
یا کسی بے جان چیز کو یا جاندار کو، ان سے بھی روزہ مکروہ ہو جاتا ہے۔

(احکام رمضان المبارک و مسائل زکوٰۃ: مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

۵۔ روزے کی حالت میں ٹوتھ پیسٹ کا استعمال کراہت سے خالی نہیں ہے۔ البتہ  
ضرورت کی بنیاد پر ٹوتھ پیسٹ کا استعمال کیا جاسکتا ہے۔

(مسائل رفعت قاسمی، مسائل روزہ ص ۶۷)

۶۔ روزہ میں کسی بھی طرح کے انجکشن یا ڈرپ چڑھانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا البتہ  
بلا ضرورت بغیر بیماری کے اس سے احتراز ضروری ہے اور کراہت سے خالی نہیں۔

(کتاب الفتاویٰ۔ ج ۳، ص ۳۹۰)

۷۔ اگر زبان سے کوئی چیز چکھ کر تھوک دی تو روزہ نہیں ٹوٹتا لیکن بلا ضرورت  
ایسا کرنا مکروہ ہے۔ (بہشتی زیور، ص ۱۸۱)

۸۔ خون دینے سے روزہ نہیں ٹوٹے گا البتہ اگر یہ اندیشہ ہو کہ خون دینے سے روزہ کو باقی نہیں رکھ پائے گا (اور خون کی شدید ضرورت بھی نہ ہو) تو خون دینا کراہت سے خالی نہیں۔  
(کتاب الفتاویٰ۔ ج ۳، ص ۳۹۹)

وہ عذر جن کی وجہ سے رمضان میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہوتی ہے

۱۔ بیماری کی وجہ سے روزہ کی طاقت نہ ہو، یا مرض بڑھنے کا شدید خطرہ ہو تو روزہ نہ رکھنا جائز ہے، تندرست ہونے کے بعد اس کی قضا لازم ہے۔

۲۔ جو عورت اپنے یا کسی غیر کے بچہ کو دودھ پلاتی ہے، اگر روزہ سے بچہ کو دودھ نہیں ملتا، تکلیف پہنچتی ہے تو روزہ نہ رکھے پھر قضا کرے۔

۳۔ مسافر شرعی (جو کم از کم اڑتالیس میل کے سفر کی نیت پر گھر سے نکلا ہو) اس کے لیے اجازت ہے کہ روزہ نہ رکھے، پھر اگر کچھ تکلیف و دقت نہ ہو تو افضل یہ ہے کہ سفر ہی میں روزہ رکھ لے۔

۴۔ اگر کچھ کھانے پینے کے بعد سفر سے وطن واپس آ گیا تو باقی دن کھانے پینے سے احتراز کرے، اور اگر ابھی کچھ کھایا پیا نہیں تھا کہ وطن میں ایسے وقت واپس آ گیا جب کہ روزہ کی نیت ہو سکتی ہو یعنی زوال سے ڈیڑھ گھنٹہ قبل تو اس پر لازم ہے کہ روزہ کی نیت کر لے۔

۵۔ کسی بیماری یا بھوک پیاس کا اتنا غلبہ ہو جائے کہ کسی مسلمان دیندار ماہر طبیب یا ڈاکٹر کے نزدیک جان کا خطرہ لاحق ہو تو روزہ توڑ دینا جائز؛ بلکہ واجب ہے اور پھر اسکی قضا لازم ہوگی۔

۶۔ عورت کے لیے ایام حیض میں اور بچہ کی پیدائش کے بعد جو خون آتا ہے یعنی نفاس، اس کے دوران میں روزہ رکھنا جائز نہیں۔ ان ایام میں روزہ نہ رکھے بعد میں قضا کرے۔ بیمار، مسافر، حیض و نفاس والی عورت جن کے لیے رمضان میں روزہ رکھنا اور کھانا پینا جائز ہے ان کو بھی لازم ہے کہ رمضان کا احترام کریں، سب کے سامنے کھاتے پیتے نہ پھریں۔ (نمبر ۱ سے ۶ تک) (احکام رمضان المبارک و مسائل زکوٰۃ: مفتی محمد شفیع رح)

۷۔ حالت سفر میں روزہ رکھنا درست ہے اور ثواب ہے البتہ روزہ نہ رکھنے کی بھی اجازت ہے۔ البتہ سفر کی مقدار ۴۸ میل ہونا ضروری ہے۔

(مسائل رفعت قاسمی، مسائل روزہ، ص ۱۳۲)

۸۔ جو شخص صبح کے وقت حالت سفر میں نہ ہو اس کے لئے روزہ چھوڑنا درست نہیں۔ لیکن اگر روزہ رکھنے کے بعد سفر شروع کیا پھر روزہ توڑ دیا تو قضا لازم ہے کفارہ نہیں۔

(حوالہ بالا، ص ۱۳۴)

## قضاء روزوں کے مسائل

۱۔ کسی عذر کی وجہ سے کچھ روزے قضا ہو گئے تو ان میں اختیار ہے کہ لگاتار رکھے یا ایک ایک دو دو کر کے رکھے لیکن قضاء روزوں کو جلد از جلد رکھنا چاہئے۔

(جواہر الفقہ، ص ۳۸۱)

۲۔ اگر صرف ایک سال کے کچھ روزے قضا ہوئے ہیں تو قضا میں دن اور تاریخ کی نیت ضروری نہیں بلکہ جتنے روزے قضا ہوئے ہیں وہ رکھ لے فقط، تاہم اگر ایک سے زیادہ رمضانوں کے روزے قضا ہوئے ہیں تو نیت میں سال کا مقرر کرنا ضروری

(بہشتی زیور، حصہ ۳، ص ۱۷۷)

ہے۔

۳۔ قضا روزوں میں صبح صادق پہلے پہلے نیت کرنا ضروری ہوگا۔

(بہشتی زیور، ص ۱۷۷)

۴۔ اگر مسافر سفر سے لوٹنے کے بعد یا مریض تندرست ہونے کے بعد اتنا وقت

نہ پائے کہ جس میں قضاء شدہ روزے ادا کرے تو قضاء اس کے ذمہ لازم نہیں۔ سفر سے

لوٹنے اور بیماری سے تندرست ہونے کے بعد جتنے دن ملیں، اتنے ہی کی قضاء لازم

ہوگی۔ (احکام رمضان المبارک و مسائل زکوٰۃ: مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

## کفارہ کے مسائل

۱۔ قضا اور کفارہ صرف اس صورت میں واجب ہوتا ہے جب کسی عذر شرعی کے

بغیر رمضان کا روزہ رکھ لینے کے بعد بطور غذا کچھ کھاپی لے، یا بطور لذت کچھ کھالے یا

خواہش نفسانی پوری کرے اور روزہ یاد ہو۔ (مسائل رفعت قاسمی، ج ۳، ص ۸۷ مسائل روزہ)

۲۔ کفارہ صرف رمضان کا روزہ توڑنے کی صورت میں لازم ہوتا ہے۔ رمضان

کے علاوہ کوئی اور روزہ توڑنے کی صورت میں کفارہ لازم نہیں۔

(مسائل رمضان، مفتی احمد ممتاز صاحب، ص ۹)

۳۔ اگر روزے کی نیت کر کے پھر بلا عذر جان بوجھ کر روزہ توڑ دے تو اس کا کفارہ

یہ ہے ایک روزہ کے بدلے مسلسل ساٹھ روزے رکھے جائیں۔ یہ بات یاد رکھنی چاہئے

کہ جو روزہ توڑا ہے اس کی قضاء ان ساٹھ روزوں کے علاوہ ہے۔

(کتاب الفتاویٰ، ج ۳، ص ۲۱۰)

۴۔ روزے کا کفارہ مسلسل ۶۰ دن روزے رکھنا ہے اگر مسلسل ۶۰ دن روزے

رکھنے کی طاقت نہیں ہے (اور موت سے پہلے اس کی امید بھی نہیں یا بیمار اور ضعیف ہے

(تو ایک مسکین کو پونے دو کلو گندم یا اس کی قیمت 60 روز تک دے یا 60 مسکینوں کو ایک ہی دن دے دے۔ (فتاویٰ دارالعلوم زکریا ج ۳ ص ۳۳۲)

۵۔ کفارہ کے روزے مسلسل رکھنا ضروری ہے۔ اگر درمیان میں ایک بھی روزہ نہ رکھا تو شروع سے دوبارہ روزے رکھنا ضروری ہوں گے۔ خواتین اس مسئلہ سے مستثنیٰ ہیں کہ وہ اپنی مخصوص بیماری کی مجبوری کی وجہ سے درمیان میں روزے نہ بھی رکھیں تو ان کا تسلسل باقی رہتا ہے۔ لیکن پاک ہونے کے فوراً بعد روزے شروع کر دیں اور ساٹھ روزے پورے کریں۔ (احسن الفتاویٰ، ج ۴ ص ۲۵۴)

۶۔ اگر کفارے کے روزے رکھتے ہوئے بیچ میں رمضان کا مہینہ آ گیا تو بھی کفارہ صحیح نہیں ہوا، سب روزے پھر سے رکھے۔ (بہشتی زیور، ص ۱۸۳)

۷۔ رمضان المبارک کے علاوہ کوئی اور روزہ توڑنے سے کفارہ واجب نہیں ہوتا، چاہے وہ رمضان کا قضا روزہ ہی کیوں نہ ہو۔ (بہشتی زیور، ص ۱۸۱)

۸۔ اگر کسی نے رمضان میں روزے کی نیت نہیں کی تھی اور بلا عذر روزہ نہ رکھا تو روزہ نہ رکھنے کا گناہ ہوگا۔ اسے توبہ کرنی چاہئے اور قضاء روزہ رکھنا چاہئے، لیکن جان بوجھ کر کھانے پینے وغیرہ سے اس پر کفارہ نہیں۔ صرف قضا لازم ہے۔

(کتاب الفتاویٰ۔ ج ۳، ص ۴۱۰)

۹۔ جو لوگ کسی شرعی عذر کی بنا پر روزہ چھوڑ دیتے ہیں، ان پر صرف قضا ہے کفارہ نہیں۔ (کتاب الفتاویٰ ج ۳ ص ۴۱۴)

۱۰۔ اگر میاں بیوی نے رمضان کے روزے کے درمیان صحبت کی تو دونوں پر الگ

الگ قضا اور کفارہ لازم ہوگا۔ (دارالعلوم دیوبند فتویٰ نمبر 839-82-9/1438)

۱۱۔ اگر پہلے روزے کا کفارہ نہیں دیا تھا تو سب کے لئے ایک ہی کفارہ کافی ہے، مگر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانے کی اجازت اس صورت میں ہے کہ جب آدمی روزے رکھنے پر قادر نہ ہو۔

۱۲۔ نماز اور روزہ بالغ پر فرض ہیں لیکن اگر بالغ ہونے کی علامت ظاہر نہ ہو تو پندرہ سال پورے ہونے پر آدمی بالغ سمجھا جاتا ہے۔ نابالغ بچہ اگر روزے کی برداشت رکھتا ہو تو اس سے روزہ رکھوانا چاہئے اور اگر برداشت نہ رکھتا ہو تو اس کو روزہ سے منع کرنا درست ہے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل، ج ۳، ص ۳۲۳)

### روزوں کا فدیہ / فدیہ کے مسائل

حضرات صحابہؓ کے افعال و اقوال سے فدیہ کا ثبوت ملتا ہے۔۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول نقل کیا ہے۔

عَنْ عَطَاءِ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقْرَأُ ( وَعَلَى الَّذِينَ يُطَوَّقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مَسْكِينٍ ) . قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَيْسَتْ بِمَنْسُوخَةٍ ، هُوَ الشَّيْخُ الْكَبِيرُ وَالْمَرْأَةُ الْكَبِيرَةُ لَا يَسْتَطِيعَانِ أَنْ يَصُومَا ، فَلْيُطْعِمَا مَكَانَ كُلِّ يَوْمٍ مَسْكِينًا .

حضرت ابن عباسؓ یہ آیت:

( وَعَلَى الَّذِينَ يُطَوَّقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مَسْكِينٍ )

پڑھتے اور فرماتے: یہ آیت منسوخ نہیں ہے یہ بہت بوڑھے مرد اور بہت بوڑھی عورت کے لئے ہے جو روزے کی طاقت نہیں رکھتے، تو ہر دن کے بدلے ایک

مسکین کو کھانا (آدھا صاع گندم) کھلائے۔

اسی طرح حضرت انسؓ جب کبرسنی کو پہنچ گئے تو روزانہ مسکین کو روٹی اور گوشت

کھلاتے اور خود افطار فرماتے۔ (صحیح بخاری ۲۵۰۵)

## فدیہ کی مقدار

ایک روزہ کے بدلے میں فدیہ کی مقدار پونے دو سیر گندم یا اس کی قیمت

کے حساب سے ادا کرے۔ (فتاویٰ عثمانی ج ۲، ص ۱۸۰)

## فدیہ کے اہم مسائل

۱۔ مرض، کمزوری، یا زیادتی عمر کی بنا پر کوئی اس حالت تک پہنچ جائے کہ نہ فی

الحال روزہ رکھ سکتا ہو اور نہ آئندہ روزہ رکھنے کی طاقت پانے کی امید ہو تو ایسے شخص کے

لئے افطار کر کے فدیہ دینے کی اجازت ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم زکریا، ج ۳، ص ۲۸۳)

۲۔ ایک شخص مستقل مریض ہے صحت کی کوئی امید نہیں ہے اور روزہ رکھنے کی

کوئی طاقت بھی نہیں ہے اور روزہ رکھنے کی صورت میں مرض بڑھنے یا نقصان پہنچنے کا

گمان غالب ہے تو یہ شخص فدیہ دے گا۔ (فتاویٰ رحیمیہ، ج ۷، ص ۲۷۰)

۳۔ صحت کے بعد، قضاء روزے رکھنا فرض ہے البتہ اگر صحت کی کوئی امید نہیں

رہی اور چھوٹے اور ٹھنڈے دنوں میں بھی روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو تو اس صورت میں

ایک روزہ کے عوض پونے دو کلو غلہ (گندم) یا اس کی قیمت کسی مسکین کو دیدی جائے۔

(آپکے مسائل اور ان کا حل، ج ۳، ص ۳۰۰)

۴۔ اگر مرض ایسا ہے کہ قابل ڈاکٹر کی رائے میں دوبارہ اتنی قوت آنے کی امید ہے

کہ جس میں روزے رکھے جاسکیں تو فدیہ کافی نہیں۔ ان روزوں کی قضا ضروری ہے لیکن اگر ایسی قوت آنے کی امید نہیں تو فدیہ دیا جاسکتا ہے۔ (فتاویٰ عثمانی ج ۲، ص ۱۹۱)

۵۔ صحت مند اور تندرست آدمی کی طرف سے روزہ نہ رکھنے کا فدیہ دینا درست نہیں۔ ان پر روزہ رکھنا ہی فرض ہے۔ کفارہ ایسے کمزور اور ضعیف لوگوں کے لئے ہے جو کمزوری کے باعث روزے نہیں رکھ سکتے اور ان میں دوبارہ روزہ رکھنے کی طاقت آنے کی امید نہ ہو۔ (فتاویٰ عثمانی ج ۲، ص ۱۷۸)

۶۔ اگر کبھی روزہ رکھنے کی طاقت ہوگئی یا بیماری سے صحت یاب ہو گیا تو سب روزے قضا رکھنے پڑیں گے۔ اور جو فدیہ دیا ہے اس کا ثواب ملے گا۔

(بہشتی زیور، ج ۳، ص ۱۸۶)

۷۔ مرتے وقت اگر کسی نے وصیت کی کہ اس کے ذمے اتنے قضا روزے تھے تو ورثا کے ذمہ لازم ہے کہ کفن و دفن اور ادائیگی قرض کے بعد جتنا مال بچے اس کے ایک تہائی حصہ سے فدیہ ادا کرے۔ اگر بلا وصیت وارث نے خود اپنے مال سے دے دیا تب بھی اللہ کی رحمت سے امید ہے کہ مواخذہ نہ کرے۔ (بہشتی زیور، ج ۳، ص ۱۸۶)

۸۔ ہر نماز کا فدیہ بھی اتنا ہے جتنا ایک روزے کا۔ (بہشتی زیور، ج ۳، ص ۱۸۶)

جبکہ وتر مستقل نماز کے حکم میں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۰، ص ۱۸۹)

۹۔ مساجد یا رفاہ عامہ کے کاموں میں فدیہ کی رقم استعمال کرنا جائز نہیں بلکہ فقرا و مساکین کی ملکیت میں دینا ضروری ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ، ج ۱۰، ص ۱۸۹)

۱۰۔ متعدد روزوں کا فدیہ ایک مسکین کو دینا جائز ہے۔ (احسن الفتاویٰ ج ۴، ص ۴۳۱)

۱۱۔ رمضان شروع ہونے سے پہلے فدیہ دینا درست نہیں ہے۔

(خیر الفتاویٰ ج ۴، ص ۸۹۰)

۱۲۔ فدیہ صوم و صلوة میں نابالغ کو کھانا کھلانا کافی نہیں۔ (احسن الفتاویٰ ص ۵۰ ج ۴)

۱۳۔ روزے کا فدیہ اپنی اولاد اور اولاد کی اولاد کو دینا جائز نہیں۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل ص ۳۰ ج ۳)

## مسائل تراویح

- ۱۔ رمضان المبارک میں عشاء کے فرض اور سنت کے بعد بیس رکعت سنت موکدہ ہے۔
- ۲۔ تراویح کی جماعت سنت علی الکفایہ ہے۔ محلہ کی مسجد میں جماعت ہوتی ہو اور کوئی شخص علیحدہ اپنے گھر میں اپنی تراویح پڑھ لے تو سنت ادا ہوگئی، اگرچہ مسجد اور جماعت کے ثواب سے محروم رہا اور اگر محلہ ہی میں جماعت نہ ہوئی تو سب کے سب ترک سنت کے گنہگار ہوں گے۔
- ۳۔ تراویح میں پورا قرآن مجید ختم کرنا بھی سنت ہے۔
- ۴۔ قرآن کو اس قدر جلد پڑھنا کہ حروف کٹ جائیں بڑا گناہ ہے، اس صورت میں نہ امام کو ثواب ہوگا، نہ مقتدی کو۔ جمہور علماء کا فتویٰ یہ ہے کہ نابالغ کو تراویح میں امام بنانا جائز نہیں۔ (احکام رمضان المبارک و مسائل زکوٰۃ: مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ)
- ۵۔ جس شخص کی دو چار رکعت تراویح کی رہ گئی ہو تو جب امام وتر کی جماعت کرائے اس کو بھی جماعت میں شامل ہو جانا چاہیے، اپنی باقی ماندہ تراویح بعد میں پوری کرے۔
- (تراویح کے مسائل، ص ۲۶، از مفتی عبدالرؤف صاحب دامت برکاتہم)
- ۶۔ تراویح مرد اور عورت دونوں کے لئے پڑھنا سنت موکدہ ہے اس لئے خواتین کو بھی گھر پر انفرادی طور پر تراویح کا اہتمام کرنا چاہئے۔
- (تراویح کے مسائل، ص ۲، مفتی محمد صاحب دامت برکاتہم)
- ۷۔ تراویح میں دوسری رکعت پر قعدہ بھول گیا اور سہواً تیسری اور چوتھی رکعت بھی پڑھ لی تو اگر آخر میں سجدہ سہو کر لیا تو اس میں دو قول ہیں پہلا راجح قول ہی ہے کہ یہ

دوسری دو رکعت تراویح کی ہو گئیں اور پہلی دو رکعتیں نفل ہو گئیں۔ لہذا پہلی دو رکعتوں میں جتنا قرآن کریم پڑھا گیا اس کو دہرایا جائے۔

دوسرا قول فقیہ ابواللیث سمرقندی رحمہ اللہ کا ہے کہ چاروں رکعتیں صحیح ہو گئیں دہرانے کی ضرورت نہیں۔ اور اگر سجدہ سہو نہیں کیا تو چاروں رکعات اور ان میں پڑھا گیا قرآن لوٹانا ہوگا۔ (تراویح کے مسائل، ص ۴، مفتی محمد صاحب دامت برکاتہم)

۸۔ تراویح کا حق امام مسجد کا زیادہ ہے اگر حافظ ہو، اگر امام نہ پڑھا سکے یا خود اجازت دے دے تو دوسرا پڑھا سکتا ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۶، ص ۱۸۷)

۹۔ نماز تراویح، عشاء کی نماز کے تابع ہے اس لئے پہلے عشاء کی نماز پڑھے اس کے بعد نماز تراویح میں شریک ہو۔ (فتاویٰ دارالعلوم ذکریا ج ۲، ص ۴۱۷)

۱۰۔ نابالغ بچہ نماز تراویح میں لقمہ دے تو جائز ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ، ج ۶، ص ۲۳۳)

۱۱۔ جس نے نماز تراویح جماعت سے نہیں پڑھی وہ وتر کی جماعت میں شریک ہو سکتا ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۶، ص ۲۳۹)

۱۲۔ تراویح میں ختم قرآن کے وقت انیسویں رکعت میں سورۃ الفاتحہ اور معوذتین اور بیسویں رکعت میں سورۃ الفاتحہ اور سورۃ البقرہ کا کچھ حصہ پڑھنا مستحب ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۶، ص ۲۴۱)

۱۳۔ تراویح میں ایک مرتبہ ختم قرآن سنت ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۶، ص ۲۵۳)

۱۴۔ ختم قرآن میں فاسد شدہ رکعتوں کی قراءت کا اعادہ ضروری ہے۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج ۶، ص ۲۷۱)

۱۵۔ اگر تراویح کی کچھ رکعتیں فوت ہو گئیں ہیں تو وتر کے بعد ان کو لوٹا دے۔

(فتاویٰ محمودیہ ج ۷، ص ۵۷۳)

۱۶۔ پورے قرآن کریم میں کم از کم ایک دفعہ جہراً بسم اللہ ضرور پڑھنی چاہئے۔

(فتاویٰ محمودیہ ج ۷، ص ۳۰۰)

۱۷۔ اگر تراویح میں نابالغ صرف نابالغوں کی امامت کرائے تو درست ہے۔

(تراویح کے اہم مسائل۔ مفتی عبدالروف صاحب دامت برکاتہم، ص ۱۷)

۱۸۔ عورتوں کی جماعت میں اصل حکم یہ ہے کہ مکروہ تحریمی ہے۔ اگرچہ تراویح کی ہو۔ تاہم اگر عورت کی آواز گھر سے باہر نہ جائے اور اقتداء کرنے والی خواتین کی تعداد دو یا تین سے زائد نہ ہو تو اس کی گنجائش ہے۔

(تراویح کے اہم مسائل، ص ۱۶، از مفتی عبدالروف صاحب دامت برکاتہم)

۱۹۔ تراویح میں قرآن کریم کا ختم کرنا الگ سنت ہے اور پورے رمضان میں تراویح پڑھنا الگ سنت ہے۔ لہذا ختم قرآن کریم کے بعد رمضان کی جتنی راتیں ہیں ان میں بھی تراویح جماعت سے پڑھنی چاہئے۔

(تراویح کے اہم مسائل، ص ۲۷، از مفتی عبدالروف صاحب دامت برکاتہم)

۲۰۔ آیت سجدہ کے فوراً بعد سجدہ کرنا افضل ہے۔ لیکن اگر نماز میں سجدہ تلاوت نہ کیا بلکہ رکوع کر لیا اور اس میں اس سجدہ تلاوت کی نیت کر لی تو سجدہ تلاوت ادا ہو جائے گا۔ اور اگر رکوع میں سجدہ تلاوت کی نیت نہیں کی تو سجدہ میں بھی بلا نیت سجدہ تلاوت ادا ہو جائے گا۔ لیکن یہ تب ہے جب آیت سجدہ کے بعد تین آیتوں سے زیادہ نہ پڑھا ہو۔ اگر آیت سجدہ کے بعد تین آیتوں سے زیادہ پڑھا ہے تو اب اس سجدہ تلاوت کا وقت چاچکا ہے۔ نہ نماز میں ادا ہو سکتا ہے نہ خارج نماز بلکہ توبہ استغفار کرنا چاہئے۔

(تراویح کے اہم مسائل، ص ۳۶، از مفتی عبدالروف صاحب دامت برکاتہم)

## سحری کے فضائل

عَنْ أَنَسٍ - رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ - قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسَحَّرُوا فَإِنَّ فِي السُّحُورِ بَرَكَتًا. (صحیح مسلم: ۲۶۰۳)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: سحری کیا کرو کیونکہ سحری میں برکت ہے۔

علامہ نووی رحمہ اللہ علیہ اس حدیث کی تشریح فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ تمام علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ سحری کرنا مستحب ہے اور سحری کی وجہ سے انسان کو روزہ میں قوت ملتی ہے اور مشقت کم ہوتی ہے اس لئے اس کو برکت والا کہا گیا ہے۔ جبکہ کچھ علماء کا یہ بھی کہنا ہے کہ سحری کی وجہ سے انسان جاگ جاتا ہے اور اس مبارک وقت میں ذکر، دعا، مناجات اور استغفار کا موقع مل جاتا ہے تو اس لئے اس کو برکت والا کہا گیا ہے۔

(شرح النووی لمسلم ج ۷، ص ۲۰۶ دار احیاء التراث)

عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ « فَصَلُّ مَا بَيْنَ صِيَامِنَا وَصِيَامِ أَهْلِ الْكِتَابِ أَكْلَةُ السَّحْرِ. (صحیح مسلم: ۲۶۰۴)

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: کہ ہمارے اور اہل کتاب کے روزے میں فرق سحری کا کھانا ہے۔

صاحب معالم السنن علامہ خطابی رحمۃ اللہ اس حدیث کی تشریح فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اس حدیث میں دو باتوں کی طرف اشارہ ہے۔

۱۔ سحری کی ترغیب دینا مقصود ہے۔

۲۔ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سہولت پر مبنی ہے کیونکہ اہل کتاب پر یہ پابندی تھی کہ اگر وہ افطاری کے بعد سو جاتے تو اس کے بعد ان کو کھانے کی اجازت نہیں تھی بلکہ اسی طرح روزہ رکھنا پڑتا تھا، اوائل اسلام میں بھی یہی حکم تھا لیکن اس کے بعد اللہ تبارک و تعالیٰ نے امت محمدیہ پر آسانی فرمائی اور آیت کریمہ:

وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ  
الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۖ (البقرہ: ۱۸۷) نازل ہوئی۔

(معالم السنن۔ ج ۲، ص ۱۰۳)

عَنْ الْعَرَبِ بَاضِ بْنِ سَارِيَةَ قَالَ دَعَانِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى السَّحُورِ فِي رَمَضَانَ فَقَالَ هَلُمَّ إِلَيَّ إِلَى الْغَدَاءِ الْمُبَارَكِ (ابوداؤد: ۲۳۴۶)

عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان میں سحری کے لئے بلا یا تو فرمایا: برکت والے ناشتے (صبح کے کھانے) کے لئے آؤ۔ یعنی سحری کے کھانے کو برکت والا کھانا قرار دیا۔

## سحری کے مسائل

۱۔ صبح صادق کا وقت شروع ہونے سے روزہ کا وقت شروع ہو جاتا ہے، جس وقت سے روزہ شروع ہو جاتا ہے اسی وقت سے سحری کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔ دونوں کے درمیان کوئی وقت نہیں۔ سحری تاخیر سے کھا لینا مستحب ہے لیکن اتنی تاخیر بھی نہیں ہونی چاہئے کہ رات کا باقی رہنا مشکوک ہو جائے۔

(کتاب الفتاویٰ۔ ج ۳، ص ۴۲۴)

۲۔ اگر غسل واجب ہو جائے تو بہتر تو یہ ہے کہ غسل کر کے پھر سحری کر لی جائے لیکن اگر بغیر غسل کئے سحری کر لے تو منہ ہاتھ دھونے کے بعد سحری کرنے کی بھی گنجائش ہے۔ اور سحری کے بعد غسل کر لے۔ (کتاب الفتاویٰ ج ۳، ص ۳۲۶)

۳۔ سحری کے وقت یہ ارادہ نہ ہو کہ میرا آج روزہ نہیں ہوگا، تو سحری بھی نیت کے قائم مقام ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۷، ص ۲۴۱)

۴۔ سحری کرنے والا یہ سمجھا کہ ابھی صبح نہیں ہوئی اور سحری کھالی پھر معلوم ہوا کہ صبح صادق ہو چکی تھی یا بادل یا غبار کی وجہ سے یہ سمجھ کر روزہ افطار کر لیا کہ سورج غروب ہو گیا ہے حالانکہ ابھی سورج غروب نہیں ہوا تھا تو روزہ فاسد ہو گیا قضا لازم ہے کفارہ نہیں۔

(بدائع الصنائع ج ۲، ص ۲۵۷)

۵۔ سحری کھانا مسنون ہے اگر کوئی بغیر سحری کے روزہ رکھتا ہے تو پھر بھی اس کا روزہ ہو جائے گا۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، ج ۶، ص ۳۹۶)

۶۔ رمضان المبارک میں سحری کے بعد اول وقت فجر میں اگر نمازی جمع ہو جائیں اور تاخیر کرنے کی صورت میں جماعت چھوٹنے یا قضاء ہونے کا اندیشہ ہو تو اول وقت میں جماعت کر لینا بہتر ہے۔ (مسائل رفعت قاسمی ج ۳، ص ۵۸)

## افطاری

### حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی افطاری

عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ سَيِّدِينَ عَنِ الرَّبَابِ عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ  
عَمَّهَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ

صَائِمًا فَلْيُفِطِرْ عَلَى التَّمْرِ فَإِنْ لَمْ يَجِدِ التَّمَرَ فَعَلَى الْمَاءِ فَإِنَّ الْمَاءَ  
ظُهُورٌ“ (سنن ابوداؤد، ۲۳۵۷)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے اگر تم میں سے کوئی روزہ دار ہو تو کھجور سے  
افطاری کر لے، اگر کھجور نہ ہو تو پانی سے افطار کر لے کیونکہ پانی پاک ہے۔

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - يُفِطِرُ عَلَى رُطَبَاتٍ  
قَبْلَ أَنْ يُصَلِّيَ - فَإِنْ لَمْ تَكُنْ رُطَبَاتٌ فَعَلَى تَمْرَاتٍ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ حَسَا  
حَسَوَاتٍ مِنْ مَاءٍ.

حضور صلی اللہ علیہ وسلم تر کھجوروں کے ساتھ مغرب کی نماز سے پہلے روزہ افطار  
فرمایا کرتے تھے۔ اگر تر کھجور نہ ہوتے تو خشک کھجوروں سے افطار فرماتے۔ اگر وہ بھی  
موجود نہ ہوتے تو پانی کے کچھ گھونٹ پی کر اس سے روزہ افطار فرمالتے۔

(سنن ابوداؤد ۲۳۵۸)

## افطاری کی دعا

حَدَّثَنَا مَرْوَانُ - يَعْنِي ابْنَ سَالِمٍ الْمُقَفِّعُ قَالَ رَأَيْتُ ابْنَ  
عُمَرَ يَقْبِضُ عَلَى لِحْيَتِهِ فَيَقْطَعُ مَا زَادَ عَلَى الْكَفِّ وَقَالَ كَانَ رَسُولُ  
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَفْطَرَ قَالَ ذَهَبَ الظَّمْأُ وَابْتَلَّتِ  
الْعُرُوقُ وَثَبَتَ الْأَجْرُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ.

(سنن ابوداؤد حدیث ۲۳۵۹)

حضرت مروان فرماتے ہیں کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ اپنی  
داڑھی کو مٹھی میں پکڑے ہوئے ہیں اور جو مٹھی سے زائد ہوتی اسے کاٹ دیتے۔ اور فرمایا

کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روزہ افطار فرماتے تو یہ دعا پڑھتے:

ذَهَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ العُرُوقُ وَثَبَتَ الأَجْرُ إِنْ شَاءَ اللهُ

ترجمہ: پیاس چلی گئی اور رگیں تر ہو گئیں (جو خشک ہو گئیں تھیں) اور اللہ نے چاہا تو اجر و ثواب قائم ہو گیا۔

عَنْ مُعَاذِ بْنِ زُهْرَةَ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
كَانَ إِذَا أَفْطَرَ قَالَ اللَّهُمَّ لَكَ صُحْمٌ وَعَلَى رِزْقِكَ أَفْطَرْتُ

(ابوداؤد حدیث نمبر ۲۳۶۰)

حضرت معاذ بن زہرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: جب آپ صلی اللہ علیہ

وسلم روزہ افطار کرتے تو یہ دعا پڑھتے:

اللَّهُمَّ لَكَ صُحْمٌ وَعَلَى رِزْقِكَ أَفْطَرْتُ:

اے اللہ آپ کے لئے روزہ رکھا اور آپ کے (دیئے گئے) رزق سے افطار کیا۔

### دونوں احادیث میں تطبیق:

افطار کے وقت یہ دعا مسنون ہے:

اللَّهُمَّ لَكَ صُحْمٌ وَعَلَى رِزْقِكَ أَفْطَرْتُ

اور افطار کے بعد یہ دعا پڑھے:

ذَهَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ العُرُوقُ وَثَبَتَ الأَجْرُ إِنْ شَاءَ اللهُ

(احکام رمضان المبارک و مسائل زکوٰۃ: مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

## افطاری کرانے کا ثواب

عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ فَطَرَ صَائِمًا كَانَ لَهُ مِثْلُ أُجْرِهِ، غَيْرَ أَنَّهُ لَا يَنْقُصُ مِنْ أُجْرِ الصَّائِمِ شَيْئًا»

زید بن خالد الجہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس شخص نے کسی روزہ دار کو افطار کروایا تو اس شخص کو بھی اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا ثواب روزہ دار کے لئے ہوگا، اور روزہ دار کے اپنے ثواب میں سے کچھ بھی کمی نہیں کی جائے گی۔“ (سنن الترمذی، ۸۰۷)

جو شخص کسی کے یہاں افطار کرے تو افطار کے بعد اسے درج ذیل دعا پڑھنی چاہئے:

اَفْطَرَ عِنْدَكُمْ الصَّائِمُونَ، وَأَكَلَ طَعَامَكُمْ الْأَبْرَارُ، وَصَلَّتْ عَلَيْكُمْ الْمَلَائِكَةُ.

(سنن ابوداؤد، ۱۶۴۳)

## افطاری کے وقت کی فضیلت

عَنْ جَابِرٍ؛ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ لِلَّهِ عِنْدَ كُلِّ فِطْرِ عِتْقَاءَ وَذَلِكَ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ.

(سنن ترمذی، ۶۸۲)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ہر افطار کے وقت کچھ لوگوں کو جہنم سے آزاد کرتا ہے اور یہ (رمضان کی) ہر رات کو ہوتا ہے۔

## مسائل افطار

۱۔ مساجد میں روزہ افطار کرتے ہوئے اس بات کا خیال رکھا جائے مسجد میں داخل ہوتے ہوئے اعتکاف کی نیت کر لی جائے کیونکہ نفل اعتکاف کچھ دیر کا بھی ہو سکتا ہے، اس صورت میں اعتکاف کا ثواب بھی مل جائے گا اور معتکف کے لئے مسجد میں کھانے کی اجازت بھی ہے۔ نیز اس صورت میں مسجد کی صفائی کا خیال ضرور رکھا جائے۔  
(کتاب الفتاویٰ۔ ج ۳ ص ۳۵)

۲۔ افطاری کی وجہ سے مغرب کی جماعت میں تھوڑی تاخیر کی گنجائش ہے۔  
(فتاویٰ رحمیہ۔ ج ۷ ص ۲۴۲۔ فتاویٰ محمودیہ ج ۱۰ ص ۲۱۲)

لیکن زیادہ تاخیر سے بچنا چاہئے۔  
(کتاب الفتاویٰ ج ۳ ص ۳۵)

۳۔ کھجور سے افطار کرنا حدیث میں وارد ہے اگر کھجور میسر نہ ہو تو خشک چھوڑے سے اگر وہ بھی میسر نہ ہو تو پانی سے۔  
(فتاویٰ محمودیہ ج ۱۰ ص ۲۱۰)

ان کے علاوہ کسی اور چیز سے بھی روزہ افطار کر لیا جائے تو اس میں بھی کوئی کراہت نہیں۔

(احکام رمضان المبارک و مسائل زکوٰۃ: مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

۴۔ سورج غروب ہونے کے بعد افطار کرنے میں تاخیر نہیں کرنی چاہئے بلکہ جتنی جلد ممکن ہو افطار کر لینا چاہئے تاہم اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ سورج غروب ہونے کا یقین ہو جائے تب روزہ افطار کر لیا جائے۔ نیز اس میں اذان کا اعتبار نہیں ہے بلکہ اس بات کا خیال رکھے کہ سورج غروب ہوا ہے یا نہیں۔ اگر مؤذن کی اذان پر روزہ افطار کر لیا اور بعد میں پتہ چلا کہ اذان تو سورج غروب ہونے سے پہلے ہوئی تھی تو اس

روزے کی قضا لازم ہے۔ (احسن الفتاویٰ، ج ۳، ص ۴۵۶)

۵۔ افطار کا وقت دعا کی قبولیت کا وقت ہوتا ہے، اس لیے افطار سے چند منٹ پہلے سے ہی خشوع و خضوع کے ساتھ دعا کا اہتمام کرنا چاہیے۔

۶۔ روزہ دار کا روزہ افطار کرنا بڑی فضیلت کا باعث ہے، جیسا کہ گذشتہ احادیث میں گزرا کہ روزہ افطار کرانے والے کو بھی روزہ دار جتنا ثواب ملے گا اور روزہ دار کے ثواب میں کوئی کمی نہیں کی جائے گی۔ (سنن ترمذی حدیث، ۸۰۷)

اس لئے کوشش کرنی چاہئے کہ دوسروں کو بھی روزہ افطار کرائیں اس میں مالدار یا غریب کی کوئی تخصیص نہیں ہے۔ تاہم اگر رشتہ داروں یا پاس پڑوس والوں یا جاننے والوں میں سے کچھ لوگ ایسے ہوں جو اصحاب استطاعت نہ ہوں تو ان کی افطاری کا خیال رکھنے کا ثواب اور زیادہ ہوگا۔

## لیلۃ القدر اور رمضان المبارک کے

### آخری دس دنوں کے فضائل

لیلۃ القدر کی اہمیت پر ایک مکمل سورت یعنی سورت القدر نازل ہوئی ہے جس سے اس کی فضیلت کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔ اس سورت میں لیلۃ القدر کے درج ذیل فضائل کا ذکر ہے۔

۱۔ شب قدر میں قرآن کا نزول ہوا یعنی یکبارگی مکمل قرآن لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر نازل کیا گیا جو تیس سالوں میں موقع بموقع نازل ہوتا رہا۔

۲۔ یہ رات ہزار مہینوں (کی عبادت) سے بہتر ہے۔

۳۔ اس رات میں فرشتے اور جبرئیل امین زمین پر اترتے ہیں۔

۴۔ یہ مکمل رات امن و سلامتی والی ہے۔

لیلۃ القدر میں قیام کا اجر پچھلے سارے گناہوں کا کفارہ ہے:

مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ

ذَنْبِهِ“

جو لیلۃ القدر میں قیام کرے ایمان کے ساتھ اور احتساب (یعنی اللہ تعالیٰ کی

رضا کی خاطر بغیر ریا کے) اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دئے جاتے ہیں۔

(صحیح البخاری: ۱۹۰۱)

اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے تلاش کرنے کی تاکید بھی

فرمائی ہے۔ فرمایا:

إِنِّي أُرِيتُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ، وَإِنِّي نُسِيتُهَا أَوْ أُنْسِيْتُهَا فَالْتَبِسُوهَا فِي الْعَشْرِ  
الْأَوَاخِرِ مِنْ كُلِّ وَتْرٍ“

مجھے لیلۃ القدر دکھائی گئی تھی، لیکن (اب) اسے بھول گیا (یا مجھے بھلا دیا گیا)  
پس تم اسے رمضان کے آخری دنوں کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔ (صحیح مسلم، ۱۱۶۷)  
یعنی ان طاق راتوں میں خوب اللہ کی عبادت کرو، تاکہ لیلۃ القدر کی فضیلت پاسکو۔  
لیلۃ القدر کی فضیلت سے محروم ہونے والا ہر قسم کی بھلائی سے محروم ہے:

دَخَلَ رَمَضَانَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ  
هَذَا الشَّهْرَ قَدْ حَضَرَ كُمْ وَفِيهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ شَهْرٍ مِنْ حُرْمَتِهَا  
فَقَدْ حُرِمَ الْخَيْرَ كُلَّهُ وَلَا يُحْرَمُ خَيْرَهَا إِلَّا الْحُرُومُ“ (سنن ابن ماجہ، نمبر ۱۶۴۳)  
ترجمہ: ایک مرتبہ رمضان المبارک کا مہینہ آیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: تمہارے  
اوپر ایک مہینہ آیا ہے جس میں ایک رات ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے جو شخص اس  
رات سے محروم رہ گیا، گویا ساری بھلائی سے محروم رہ گیا۔

## لیلۃ القدر کا تعین

لیلۃ القدر کے تعین کے سلسلے میں علماء کے مختلف اقوال ملتے ہیں مگر راجح قول یہ  
ہے کہ لیلۃ القدر رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں (21، 23، 25، 27، 29)  
میں سے کوئی ایک ہے۔ اس کی دلیل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

تَحَرَّوْا لَيْلَةَ الْقَدْرِ فِي الْوَتْرِ، مِنَ الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ“

(صحیح بخاری، حدیث ۲۰۱۷)

ترجمہ: لیلة القدر کو رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔ اس وجہ سے اکثر اہل علم کا یہ موقف ہے کہ شب قدر آخری عشرے کی کوئی طاق رات ہے۔ یہ رات ہر سال آخری عشرے کی پانچ طاق راتوں میں سے کسی ایک رات میں منتقل ہوتی رہتی ہے۔ (معارف القرآن ج ۸، ص ۷۹۳)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین کے علاوہ آپ کا عمل بھی ثابت کرتا ہے کہ لیلة القدر آخری عشرے کی کوئی ایک طاق رات ہے:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْعَشْرَ شَدَّ مِئْزَرَهُ وَأَحْيَا لَيْلَهُ وَأَيَّقُظَ أَهْلَهُ.  
(صحیح البخاری: ۲۰۲۳)

ترجمہ: عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب آخری دس دن میں داخل ہوتے تو (عبادت کے لئے) کمر کس لیتے، خود بھی شب بیداری کرتے اور گھر والوں کو بھی جگاتے تھے۔

## لیلة القدر کی علامات

احادیث میں اس رات کی چند نشانیاں ملتی ہیں جیسا کہ روایت ہے کہ اس کے بعد والی صبح کے سورج میں شعاع نہیں ہوتی:

هِيَ لَيْلَةٌ صَبِيحَةٌ سَبِيحٌ وَعَشْرِينَ وَأَمَّا رُتْمُهَا أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فِي صَبِيحَةٍ يَوْمِهَا بِيضَاءٌ لَا شُعَاعَ لَهَا.

(صحیح مسلم: ۱۸۲۱)

ترجمہ: وہ (لیلة القدر) ستائیسویں رات ہے، اور اُس کی نشانی یہ ہے کہ اُس کی صبح

میں جب سورج طلوع ہوتا ہے تو وہ سفید ہوتا ہے اور اُس کی کوئی شعاع نہیں ہوتی۔

اسی طرح ایک اور روایت ہے کہ لیلة القدر معتدل ہوتی ہے:

لَيْلَةُ الْقَدْرِ لَيْلَةٌ سَمِيحَةٌ، طَلِقَةٌ، لَا حَارَّةٌ وَلَا بَارِدَةٌ.

(مسند ابوداؤد الطيالسی: ۲۸۰۲)

ترجمہ: قدر کی رات نرمی والی معتدل ہے، نہ گرم نہ ٹھنڈی۔

لیلة القدر میں یہ ضروری نہیں کہ کچھ نظر آئے تب ہی اس رات کی برکت اور

ثواب کا مستحق ہوگا، بلکہ کچھ نظر آئے یا نہ آئے، عبادت کرنی چاہئے اور اس رات کی فضیلت

حاصل کرنی چاہئے کیونکہ مقصود یہی ہے۔ اس رات کی علامات کا نظر آنا مقصود نہیں۔

(بہشتی زیور۔ ج ۳ ص ۲۲۹)

## لیلة القدر میں عبادت

حدیث میں لیلة القدر کے حصول کے لئے کی زیادہ سے زیادہ عبادت کا ذکر

ملتا ہے:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ شَدَّ مِئْزَرَهُ وَأَحْيَا لَيْلَهُ وَأَيَّقُظُ أَهْلَهُ.

(صحیح البخاری: ۲۰۲۳)

ترجمہ: عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب آخری دس دن

میں داخل ہوتے تو (عبادت کے لئے) کمر کس لیتے، خود بھی شب بیداری کرتے اور گھر

والوں کو بھی جگاتے تھے۔ اس حدیث میں تین باتیں مذکور ہیں۔

## لیلیۃ القدر کی خصوصی دعا

عن عائشة أنها قالت يا رسول الله أرأيت إن وافقت ليلة القدر ما أدعو؟ قال: تقولين اللهم إنك عفو تحب العفو فاعف عني“

(سنن ابن ماجہ: ۳۱۱۹)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علی وسلم سے دریافت کیا کہ اگر مجھے شب قدر مل جائے تو میں کون سی دعا پڑھوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم پڑھو:

”اللَّهُمَّ إِنَّكَ عَفْوٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي“

(اے اللہ تو معاف کرنے والا ہے معافی کو پسند کرتا ہے لہذا مجھے معاف

کر دے)۔

## آخری عشرے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول

یہ بات واضح ہے کہ رمضان کے آخری عشرے میں ہی اعتکاف کیا جاتا ہے اور اسی عشرے کی طاق راتوں میں سے ایک رات لیلیۃ القدر بھی ہے، جس کی تلاش و جستجو ان راتوں کو قیام کرنے اور ذکر و عبادت میں رات گزارنے کی تاکید ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان دس دنوں میں خاص طور پر عبادت کے لیے خود بھی کمر کس لیتے اور اپنے گھر والوں کو بھی حکم دیتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

”كان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا دخل العشر

أحياناً الليل وأيقظ أهله وجد وشد المنزر“

(صحیح مسلم باب الاجتهاد فی الحشر الاواخر من رمضان ۱۱۷۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ جب رمضان کا آخری عشرہ شروع ہوتا تو رات کا بیشتر حصہ جاگ کر گزارتے اور اپنے گھر والوں کو بھی بیدار کرتے اور (عبادت میں) خوب محنت کرتے اور کمر کس لیتے۔

ایک دوسری روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

”كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْتَهِدُ فِي الْعَشْرِ

الْأَوَاخِرِ - أَيْ: مِنْ رَمَضَانَ - مَا لَا يَجْتَهِدُ فِي غَيْرِهِ“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخری عشرے میں جتنی محنت کرتے تھے، اور دنوں

میں اتنی محنت نہیں کرتے تھے۔

(صحیح مسلم ۲۸۴۵)

اسی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے پردہ فرمانے تک رمضان کے آخری عشرہ

میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے تاکہ ان دس دنوں میں زیادہ سے زیادہ عبادت کر سکیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ

الْأَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللَّهُ، ثُمَّ اعْتَكَفَ أَزْوَاجَهُ مِنْ بَعْدِهِ

(صحیح البخاری ۲۰۲۶)

## اعتکاف

اعتکاف کے معنی کسی جگہ ٹھہرنے اور رک جانے کے ہیں اور اصطلاح قرآن و سنت میں خاص شرائط کیساتھ مسجد میں ٹھہرنے کا اور قیام کرنے کا نام اعتکاف ہے۔

(معارف القرآن ج ۱ ص ۴۵۲)

اعتکاف کی تین قسمیں ہیں:

۱۔ واجب۔ ۲۔ سنت۔ ۳۔ نفل

### واجب اعتکاف

اگر کسی نے نذرمانی کہ میرا فلاں کام ہو گیا تو میں اعتکاف کروں گا تو اس صورت میں دوسری عبادتوں کی طرح اعتکاف بھی واجب ہو جاتا ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ جلد ۱۰ ص ۲۱۹)

### مسنون اعتکاف

وہ اعتکاف ہے جو رمضان کے آخری عشرے میں کیا جاتا ہے اس اعتکاف کیلئے روزہ ضروری ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ جلد ۱۰ ص ۲۱۹)

### نفل اعتکاف

اس اعتکاف میں نہ روزہ ضروری ہے اور نہ ہی مسجد میں شب گزارنی ضروری ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ مسجد میں داخل ہوتے ہی اعتکاف کی نیت کر لے۔

(فتاویٰ محمودیہ جلد ۱۰ ص ۲۱۹)

## اعتکاف کی فضیلت

عن ابن عباس أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال في المعتكف هو يعكف الذنوب ويمجى له من الحسنات كعامل الحسنات كلها۔ (سنن ابن ماجه حديث نمبر ۱۷۸۱)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعتکاف کرنے والے شخص کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ وہ گناہوں سے الگ تھلگ ہو جاتا ہے اور اس کو ان سب نیکیوں کا ثواب ملتا رہتا ہے جو اعتکاف کے سبب وہ نہیں کر سکتا۔

عن عائشة قالت كان النبي صلى الله عليه وسلم يجتهد في العشر الأواخر ما لا يجتهد في غيره۔ (سنن ابن ماجه حديث نمبر ۱۷۶۷)

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری دس دنوں میں عام دنوں سے زیادہ عبادت میں مجاہدہ کرتے۔

عن عائشة رضي الله عنها قالت كان النبي صلى الله عليه وسلم اذا دخل العشر شد منزرك و احيا ليله و ايقظ اهله۔ (صحیح بخاری حديث نمبر ۲۰۲۳)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رمضان المبارک کا آخری عشرہ شروع ہو جاتا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کمر کس لیتے اور شب بیداری کرتے (یعنی پوری رات ذکر و عبادت میں مشغول رہا کرتے) اور اپنے گھر والوں کو جگاتے۔

ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جیسے تمام مہینوں میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے

رمضان کو فضیلت بخشی اسی طرح رمضان کے آخری دس دن اور راتوں کو باقی دنوں سے ممتاز فرمایا اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس عشرہ کو خصوصی اہمیت دیتے تھے اور اس عشرہ میں عام دنوں سے زیادہ عبادت اور مجاہدہ فرماتے۔

## اعتکاف کے متعلق اہم مسائل

۱۔ رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف شہر کے ہر محلے والوں کے حق میں سنت علی الکفایہ ہے یعنی ہر محلہ کی مسجد میں کم از کم ایک آدمی اعتکاف کے لئے بیٹھے۔

(شامیہ ج ۲، ص ۴۴۲)

۲۔ اعتکاف کے لیے جمعہ کی شرائط کا پایا جانا ضروری نہیں بلکہ ہر جگہ، شہر ہو یا گاؤں مسنون (علی الکفایہ) ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ جلد 10- ص 221)

۳۔ اعتکاف ایسی مسجد میں کیا جاتا ہے جہاں اذان، جماعت پنجگانہ کا اہتمام ہو، البتہ اگر ویران مسجد میں اعتکاف کیا تو ہو جائے گا۔

(فتاویٰ محمودیہ جلد 10- ص 228)

۴۔ اعتکاف اس مسجد میں ہو سکتا ہے جو وقف ہو۔

(فتاویٰ محمودیہ ج ۱۰، ص ۲۳۸)

۵۔ اعتکاف مسنون کی ابتداء رمضان کی 20 تاریخ کے غروب آفتاب کے وقت

سے رمضان کے مہینے کے ختم ہونے تک ہے اس لیے غروب آفتاب سے کچھ پہلے

اعتکاف کی جگہ پر آنا چاہیے اور مسنون اعتکاف کی نیت بھی کرے تاکہ دس دن پورے

ہو جائیں۔

۶۔ اعتکاف خواہ واجب ہو یا سنت ہو یا نفل ہو اس میں اعتکاف کی نیت شرط

ہے۔ اعتکاف کے قصد و ارادہ کے بغیر مسجد میں ٹھہر جانے کو اعتکاف نہیں کہتے۔ لہذا اگر

نیت کے بغیر اعتکاف کرے گا تو بالاتفاق جائز نہیں۔ چونکہ نیت کے صحیح ہونے کے لیے نیت کرنے والے کا مسلمان ہونا اور عاقل ہونا شرط ہے اس لیے عقل اور اسلام کا شرط ہونا بھی نیت کے ضمن میں آ گیا۔ (مسائل اعتکاف، از حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب دامت برکاتہم)

۷۔ اعتکاف کے لیے لازمی ہے کہ معتکف مسجد میں ٹھہرے اور بلا ضرورت باہر نہ نکلے اس لیے مسجد کا معنی معلوم ہونا ضروری ہے۔

عام بول چال میں تو مسجد کے پورے احاطے کو مسجد ہی کہتے ہیں لیکن شرعی اعتبار سے مسجد صرف وہ حصہ ہوتا ہے جو نماز پڑھنے کے لیے مقرر کیا گیا ہو۔ باقی وضو خانہ، غسل خانے، استنجاء کی جگہ، امام کا کمرہ، سامان رکھنے کا کمرہ وغیرہ یہ مسجد کی ضروریات اور ملحقات ہیں خود مسجد نہیں ہیں۔ بعض مساجد میں اصل مسجد کے بالکل ساتھ بچوں کو پڑھانے کے لیے جگہ بنائی جاتی ہے اس جگہ کو بھی جب تک بانی مسجد نے مسجد قرار نہ دیا ہو وہ شرعی مسجد میں داخل نہیں بلکہ اس کے ملحقات میں ہے۔ معتکف کے لیے ضروری ہے کہ وہ نماز کے لیے مقرر کیے ہوئے حصہ سے بلا شرعی عذر کے باہر نہ نکلے اور ملحقات میں بھی نہ جائے کہ اس سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔

(مسائل اعتکاف، از حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب)

۸۔ رمضان کے آخری دس دنوں میں اعتکاف سنت مؤکدہ ہے اور اس اعتکاف کے ساتھ روزے ضروری ہیں۔ اگر روزے کے بغیر اعتکاف کیا تو وہ مسنون نہیں نفل بن جائے گا۔ (کتاب الفتاویٰ، ج ۳ ص ۴۵۲)

۹۔ معتکف دوران اعتکاف پورے مسجد میں جہاں چاہے عبادت کر سکتا ہے۔

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، ص ۳۱۱، ج ۶)

۱۰۔ معتکف کے لئے بقدر ضرورت ٹہلنے کی گنجائش ہے بشرط یہ کہ ٹہلنے کا طرز مسجد کے

احترام کے خلاف نہ ہو۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۷ ص ۲۸۱)

۱۱۔ بقدر ضرورت معتکف کے لئے مباح باتیں کرنا درست ہے۔ بالکل خاموش

رہنا بھی جائز ہے بشرطیکہ اسے باعث ثواب و قربت نہ سمجھے۔ البتہ دنیاوی بات چیت کی

بیٹھک کرنا صحیح نہیں۔ (مسائل رفعت قاسمی ج ۳ ص ۵۴)

۱۲۔ گھر پر خواتین نفلی اعتکاف بھی کر سکتی ہیں اور سنت بھی۔

(فتاویٰ محمودیہ ج ۱۰ ص ۲۲۲)

اس صورت میں گھر کا ایک کونہ مخصوص کر کے یا جہاں خواتین نماز پڑھتی ہیں

وہاں اعتکاف کی نیت کر کے بیٹھ جائیں۔ مخصوص بیماری آنے کی صورت میں صرف اسی

ایک دن کی قضا اعتکاف روزہ سمیت لوٹا دے۔ (بہشتی زیور۔ ج ۳ ص ۲۲)

۱۳۔ حالت اعتکاف میں جنازے میں شرکت یا کسی کی عیادت کیلئے اگر مسجد سے

نکلے گا تو اس صورت میں اعتکاف باقی نہیں رہیگا۔ (فتاویٰ محمودیہ جلد ۱۰ ص ۲۴۰)

۱۴۔ جن چیزوں سے انسانوں کو اذیت ہوتی ہے اس سے ملائکہ کو بھی اذیت ہوتی

ہے۔ اس لئے مسجد میں اعتکاف کرنے والے کو صفائی اور پاکی کا خیال رکھنا چاہئے۔

(فتاویٰ محمودیہ جلد ۱۰ ص ۲۴۵)

۱۵۔ معتکف، دوران اعتکاف غسل واجب ہونے کی صورت میں مسجد کے احاطے

سے نکل سکتا ہے اور اگر صرف ٹھنڈک کے لئے غسل کرنا چاہے تو اس صورت میں مسجد کے

احاطے میں اس طرح سے غسل کرے کہ استعمال شدہ پانی مسجد میں نہ گرے۔

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، ص ۳۱۱، ج ۶)

- یا مسجد میں ٹب رکھ کر اس میں غسل کرے۔ (فتاویٰ عثمانی ج ۲ ص ۱۹۵)
- لیکن اس صورت میں مسجد کی صفائی اور احترام کا خیال لازم ہے۔
- ۱۶۔ صحت اعتکاف کے لیے علی الریح مسجد جماعت شرط نہیں لہذا ایسی مسجد میں اعتکاف کرنا جائز ہے۔ (احسن الفتاویٰ ج ۳ ص ۵۱۷)
- ۱۷۔ مسجد میں داخل ہوتے وقت نفل اعتکاف کی نیت کر لے اس طرح جب تک وہ مسجد میں رہے گا تو اسکو اعتکاف کا ثواب ملتا رہے گا۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۰ ص ۲۱۹)
- ۱۸۔ معلم امام مسجد جو پڑھانے کی اجرت نہ لیتا ہو اس کے لئے بالاتفاق مسجد میں درس دینے کی اجازت ہے۔ اگر درس دینے کی اجرت لیتا ہو اور اعتکاف کے لئے رخصت نہ ملے تو مجبوراً مسجد کے اندر پڑھا سکتا ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۷ ص ۲۷۸)
- ۱۹۔ نابالغ اگر سمجھ دار ہو اور نماز صحیح طریقہ سے پڑھ سکتا ہو تو معتکف ہو سکتا ہے۔ اگر نا سمجھ ہو تو نہیں بیٹھ سکتا، مسجد کی بے ادبی کا اندیشہ ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۷ ص ۲۸۰)
- ۲۰۔ اگر مسجد کے گرنے کا خدشہ ہو یا کوئی زبردستی معتکف کو مسجد سے نکال دے اور بحالت عذر معتکف فوری طور پر کسی دوسری مسجد میں منتقل ہو جائے تو اعتکاف باقی رہے گا۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۱۰ ص ۲۳۹)
- ۲۱۔ اعتکاف ٹوٹنے کے بعد احتیاط اس میں ہے کہ رمضان کے بعد پورے عشرے کا اعتکاف کرے اور اس عشرے کے روزے بھی رکھے لیکن یہ حکم لازمی نہیں ہے بلکہ جس دن کا اعتکاف مسنون ٹوٹا ہے اس دن کی قضا بھی کافی ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ ج ۱۰ ص ۲۵۶)

لیکن جس دن کی قضا کرے اس دن کے اعتکاف کے ساتھ روزہ رکھنا ضروری

ہے۔ مسنون اعتکاف کے قضا کے لئے رمضان ضروری نہیں لیکن روزہ ضروری ہے۔

(فتاویٰ عثمانی۔ ج ۲، ص ۱۹۶)

۲۲۔ وہ ضرورتیں جن کے لیے مسجد سے نکلنا معتکف کے لیے جائز ہے دو قسم کی ہیں:

(الف) طبعی ضرورتیں: جیسے پیشاب وغیرہ اور اس کے متعلقات یعنی استنجاء، وضو یا فرض غسل کرنا۔

(ب) شرعی ضرورتیں: جیسے اذان دینے کے لیے نکلنا اور جمعہ کی نماز کے لیے نکلنا۔ اسی طرح حالت اعتکاف میں دو طرح کے کام جائز نہیں ہیں یعنی ان کے ارتکاب سے اگر اعتکاف واجب یا مسنون ہے تو فاسد ہو جائے گا اور اس کی قضا کرنا پڑے گی اور اگر اعتکاف مستحب ہے تو ختم ہو جائے گا۔

(الف): اعتکاف کی جگہ یعنی مسجد سے مذکورہ ضرورتوں کے بغیر باہر نکلنا خواہ قصداً ہو یا بھولے سے ہو اور خواہ ایک لمحہ کے لیے ہو اس سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔

(ب): واجب اور مسنون اعتکاف کے لیے چونکہ روزہ شرط ہے اس لیے روزہ توڑ دینے سے بھی اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔ خواہ روزہ کسی عذر سے توڑا ہو یا بلا عذر، جان بوجھ کر توڑا ہو یا غلطی سے ٹوٹا۔ (غلطی سے روزہ ٹوٹنے کا مطلب یہ ہے کہ روزہ توڑا تھا لیکن بے اختیار کوئی عمل ایسا ہو گیا جو روزے کے منافی تھا مثلاً کھلی کرتے ہوئے غلطی سے پانی حلق میں چلا گیا یا غروب آفتاب سے پہلے یہ سمجھ کر روزہ افطار کر لیا کہ افطار کا وقت ہو چکا ہے) لیکن اگر روزہ ہی یاد نہیں رہا اور بھول کر کچھ کھاپی لیا تو اس سے روزہ بھی نہیں ٹوٹا اور اعتکاف بھی نہیں ٹوٹا۔ جماع کرنے سے اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے خواہ جماع جان بوجھ کر کرے یا سہواً، دن میں کرے یا رات میں، مسجد میں کرے یا مسجد سے باہر اور اس

سے انزال ہو یا نہ ہو۔ البتہ اگر صرف خیال اور فکر سے منی خارج ہو یا احتلام ہو تو جس طرح ان سے روزہ نہیں ٹوٹتا تو اعتکاف بھی نہیں ٹوٹتا۔

اعتکاف مسنون ٹوٹ جانے کے بعد مسجد سے باہر نکلنا ضروری نہیں بلکہ باقی ایام میں نفل کی نیت سے اعتکاف جاری رکھ سکتا ہے۔

(مسائل اعتکاف، از حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب دامت برکاتہم)

### مکروہات اعتکاف

- ۱۔ خاموشی کو عبادت سمجھ کر حالت اعتکاف میں بالکل چپ بیٹھنا مکروہ تحریمی ہے۔
- ۲۔ فضول اور بلا ضرورت باتیں کرنا۔
- ۳۔ سودا مسجد میں لاکر بیچنا مکروہ تحریمی ہے۔
- ۴۔ اعتکاف کے لیے مسجد کی اتنی جگہ گھیرنا جس سے دوسرے اعتکاف کرنے والوں اور نمازیوں کو تکلیف ہو۔

- ۵۔ اجرت پر کتابت کرنا یا کپڑے سینا یا تعلیم دینا وغیرہ۔
- ۶۔ تجارت کی غرض سے خرید و فروخت کرنا لیکن اگر اپنے لیے یا گھر والوں کے لیے ضرورت و مجبوری ہو تو مسجد میں رہتے ہوئے سودا کی خرید و فروخت کر سکتا ہے۔

(مسائل اعتکاف، از حضرت مولانا ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب دامت برکاتہم)

### معتکف کے لئے مختصر دستور العمل

(از حضرت مفتی عبدالروف صاحب دامت برکاتہم بتغیر یسیر)

معتکف کو مندرجہ ذیل دستور العمل کی پابندی کی کوشش کرنی چاہئے، کیونکہ وہ

در بار خداوندی میں اسی مقصد کے لئے حاضر ہوا ہے اور اس کا ایک ایک لمحہ قیمتی ہے۔

۱۔ مغرب کی نماز کے بعد کم از کم چھ رکعت نفل ادا کریں۔ پھر آیۃ الکرسی اور چاروں قل پڑھ کر بدن پر دم کر لیں۔ اس کے بعد کھانا اور مختصر آرام کریں اور پھر عشا کی تیاری اور صف اول اور تکبیر اولیٰ کا اہتمام کریں۔

۲۔ عشا کی نماز اور تراویح سے فارغ ہو کر علم دین کے حاصل کرنے اور اس پر عمل کرنے کی نیت سے کسی مستند اور معتبر دینی کتاب کا مطالعہ کریں۔ یا کسی مستند و معتبر عالم دین کے درس میں شرکت کریں (اگر ایسا درس ہوتا ہوں) نیز مطالعہ سے فارغ ہو کر جب تک طبیعت میں بشاشت رہے ذکر و تلاوت اور نوافل میں مشغول رہیں اور جب سونے کو طبیعت چاہے تو پوری طرح سنت کے مطابق قبلہ رو ہو کر (اگر ممکن ہو) سو جائیں۔

۳۔ موسم گرما میں صبح جلدی نیند سے بیدار ہو جائیں۔ طبعی ضروریات سے فارغ ہو کر سنت کے مطابق وضو کریں، تحیۃ الوضوء، تہجد کی نقلیں ادا کریں، نیز نوافل سے فارغ ہو کر کچھ دیر خاموشی سے ذکر و تسبیح میں مشغول رہیں۔ پھر خاموشی سے خوب رور و کراپنے جملہ مقاصد حسنہ، فلاح دارین اور امت مسلمہ کے لئے دعا مانگیں۔

۴۔ صبح صادق سے پہلے سحری کھائیں اور سحری سے فارغ ہو کر نماز فجر کی تیاری کریں، صف اول اور تکبیر اولیٰ کا خیال رکھیں۔ جب تک نماز کے انتظار میں رہیں ذکر اور استغفار کرتے رہیں۔

۵۔ نماز فجر سے فارغ ہو کر آیۃ الکرسی اور چاروں قل پڑھ کر پورے جسم پر دم کریں اور سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر، استغفر اللہ اور درود شریف کی ایک ایک تسبیح پڑھیں۔

۶۔ اشراق کے وقت کم از کم دو اور زیادہ سے زیادہ آٹھ رکعت نفل ادا کریں اور

پھر آرام کریں اور چاشت کے وقت بیدار ہو کر کم از کم دو اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعت نفل چاشت کی ادا کریں اور صحیح تلفظ کے ساتھ زیادہ سے زیادہ کلام پاک کی تلاوت کریں۔

۷۔ جب زوال ہو جائے تو چار رکعت نفل سنن زوال ادا کریں اور نماز ظہر کے انتظار میں صف اول میں بیٹھیں اور تکبیر اولیٰ کا اہتمام کریں۔ اور ظہر سے فارغ ہو کر صلوٰۃ تسبیح پڑھیں (صلوٰۃ تسبیح کا طریقہ آگے آ رہا ہے) اور تلاوت کریں پھر اگر ٹھکن محسوس ہو تو کچھ آرام کریں۔

۸۔ نماز عصر سے پہلے بیدار ہو جائیں وضو کر کے تحیۃ الوضو اور دیگر نوافل پڑھ کر نماز عصر کا انتظار کریں اور اس سے فارغ ہو کر مختصر تلاوت کریں اور پھر تسبیحات ادا کریں جن کا نمبر (۵) میں ذکر گزرا ہے پھر ہمہ تن دعا میں مشغول رہیں یہ وقت نہایت گراں قدر ہے اس کو افطاری کی تیاری میں ضائع نہ ہونے دیں۔

۹۔ جو باتیں حالت اعتکاف میں مکروہ اور منع ہیں ان سے مکمل طور پر اجتناب کریں۔ جن کی تفصیل اعتکاف کے مکروہات میں گزر چکی ہے اس کا دوبارہ غور سے مطالعہ کریں۔

۱۰۔ معتکف پر لازم ہے کہ صف اول میں خود آ کر بیٹھے، اپنے ہر قول و فعل نشست و برخاست اور طرز عمل سے دوسرے معتکفین اور نمازیوں کو تکلیف پہنچنے سے بچانے کا اہتمام کرے اور اپنی صفائی کا بھی خیال رکھے اور مسجد کی صفائی کا بھی اہتمام رکھے۔

## بعض خاص اعمال

اعتکاف کے دوران چونکہ انسان دوسرے تمام کاموں سے منہ موڑ کر مسجد میں بیٹھ جاتا ہے، اس لئے اس وقت کو غنیمت سمجھنا چاہیے، اور اس کو زیادہ سے زیادہ تلاوت، عبادت ذکر اللہ اور تسبیحات میں صرف کرنا چاہیے۔

اعتکاف کے لئے کوئی خاص نقلی عبادتیں متعین نہیں ہیں، بلکہ جس وقت جس عبادت کی توفیق ہو جائے، اسے غنیمت سمجھنا چاہیے، البتہ بعض عبادتیں ایسی ہیں جن کی عام حالات میں توفیق نہیں ہوتی، اعتکاف ان عبادتوں کی انجام دہی کا بہترین موقع ہے، اس لئے چند ایسے اعمال کا ذکر یہاں کیا جا رہا ہے، تاکہ معتکف حضرات کے لئے باعث سہولت ہو۔

(مسائل رفعت قاسمی، ج ۳، ص ۷۲)

## صلوٰۃ تسبیح

”صلوٰۃ تسبیح“ نماز کا ایک خاص طریقہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو بڑے اہتمام کیساتھ سکھایا اور فرمایا کہ اس طرح کی نماز دن میں ایک بار پڑھ لیا کریں اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو ہر جمعہ کو ایک مرتبہ پڑھ لیا کرے اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو مہینے میں ایک مرتبہ اور اس کی بھی طاقت نہ ہو تو سال میں ایک مرتبہ ورنہ زندگی میں ہی ایک مرتبہ پڑھ لیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس بن عبدالمطلب کو ارشاد فرمایا کہ کیا تمہیں ایک عطیہ نہ دوں، تمہیں ایک تحفہ نہ دوں، ایک بخشش نہ کروں تم پر، نہ کروں تم پر ایک احسان؟ اگر وہ (عمل) تم کو اس سے اللہ تبارک و تعالیٰ تمہارے گناہوں کو بخش دے گا اول و آخر

کے، پرانے اور نئے، خطا سے کئے ہوئے اور قصداً چھوٹے اور بڑے، پوشیدہ اور ظاہر، وہ دس خصلتیں (تسبیحات جو قیام کے علاوہ ہر جگہ دس دس دفعہ ہیں) یہ ہیں۔ چہار رکعتیں پڑھو جس میں سے ہر رکعت میں سورہ فاتحہ اور سورہ ملا کر قرأت پڑھنے سے فارغ ہونے کے بعد کھڑے ہو کر سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر پندرہ مرتبہ پڑھو پھر رکوع میں یہی تسبیح دس مرتبہ، پھر رکوع سے کھڑے ہونے کے بعد قیام کی حالت میں دس مرتبہ، پھر جب سجدے میں جاؤ تو دس مرتبہ، پھر جب سجدے سے سر اٹھا کر بیٹھو (جلسہ میں) تو اس حالت میں دس مرتبہ پھر دوسرے سجدے میں دس مرتبہ، پھر دوسرے سجدے سے سر اٹھا کر دس مرتبہ، یہ کل پچھتر مرتبہ ہوا ہر رکعت میں۔ چاروں رکعتوں میں اسی ترتیب سے تسبیحات پڑھو، اگر ہو سکے تو یہ نماز ہر روز ورنہ ہر جمعے کے دن اگر یہ بھی نہ کر سکو تو ہر مہینہ میں پڑھا کرو اگر یہ بھی نہ کر سکو تو زندگی میں ایک مرتبہ پڑھو۔ (سنن ابن ماجہ حدیث ۱۳۸۷ و ۱۲۹۷)

نیز اس نماز کی فضیلت بیان کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ “اگر تمہارے گناہ عاج کے ریت کے برابر ہوں تو تب بھی (اس نماز کی بدولت) اللہ تعالیٰ تمہاری مغفرت فرمادیں گے۔ (جامع الترمذی، ۳۸۲)

عاج ایک جگہ کا نام ہے جو سخت ریتیلے علاقہ میں واقع تھی جہاں ریت بہت ہوتی تھی۔ (قاموس)

مقصود یہ بتانا ہے کہ گناہ کتنے ہی زیادہ ہوں، اس نماز کی بدولت اللہ تبارک و تعالیٰ ان کی مغفرت فرماتے ہیں۔ چنانچہ بزرگان دین نے اس نماز کا خاص اہتمام فرمایا ہے اور رمضان میں سب لوگوں کے لئے عموماً اور اعتکاف کے دوران معتکفین کے لئے خصوصاً یہ نماز یا تو روزانہ یا جتنی مرتبہ توفیق ہو ضرور پڑھنی چاہئے۔

## صلوٰۃ تسبیح کا طریقہ

اس نماز کا طریقہ یہ ہے کہ چار رکعات نفل صلوٰۃ تسبیح کی نیت سے پڑھی جائیں، باقی تمام ارکان تو عام نمازوں کی طرح ہوں گے، البتہ اس نماز کے دوران ہر رکعت میں پچھتر (۷۵) مرتبہ ”سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر“ اور اگر اس کے ساتھ ”ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم“ بھی ملا لیں تو اور اچھا ہے۔ یہ کلمات درج ذیل طریقے سے پڑھی جائیں گی۔

۱۔ نیت باندھ کر حسب معمول ثنا، سورہ فاتحہ اور کوئی سورت ملا کر پڑھیں، جب قرأت سے فارغ ہو جائیں تو رکوع میں جانے سے پہلے کھڑے کھڑے مذکورہ بالا تسبیح پندرہ مرتبہ پڑھیں پھر رکوع میں جائیں۔

۲۔ رکوع میں جانے کے بعد پہلے حسب معمول تین مرتبہ سبحان ربی العظیم پڑھ لیں، پھر دس مرتبہ مذکورہ بالا تسبیح پڑھیں، اس کے بعد رکوع سے اٹھیں۔

۳۔ رکوع سے اٹھ کر پہلے حسب معمول سمع اللہ لمن حمدہ، ربنا لک الحمد کہیں، پھر کھڑے کھڑے دس مرتبہ مذکورہ بالا تسبیحات پڑھیں، پھر سجدے میں جائیں۔

۴۔ سجدے میں جا کر پہلے حسب معمول سبحان ربی الاعلیٰ تین مرتبہ پڑھ لیں، پھر دس مرتبہ مذکورہ بالا تسبیحات پڑھیں، اس کے بعد سجدے سے اٹھیں۔

۵۔ سجدے سے اٹھ کر بیٹھیں، اور بیٹھے بیٹھے دس مرتبہ مذکورہ تسبیحات پڑھیں۔ پھر دوسرے سجدے میں جائیں۔

۶۔ دوسرے سجدے میں بھی حسب معمول سبحان ربی الاعلیٰ تین مرتبہ پڑھ لیں

پھر دس مرتبہ مذکورہ تسبیحات پڑھیں، اس کے بعد سجدے سے اٹھ کر کھڑے ہونے کے بجائے دوبارہ بیٹھ جائیں، اور دس مرتبہ مزید مذکورہ تسبیحات پڑھیں، اس کے بعد دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہوں۔ اس طرح ایک رکعت میں پچھتر مرتبہ تسبیحات پڑھی گئیں۔ اسی طرح باقی تین رکعتیں پڑھ لیں، یوں کل تین سو تسبیحات چار رکعتوں میں ہوں گی، دوسری اور چوتھی رکعت میں یہ تسبیحات التحیات پڑھنے کے بعد پڑھی جائیں گی۔

### دوسرا طریقہ

حضرت عبداللہ بن المبارک رحمہ اللہ سے ثابت ہے کہ شروع میں قرأت کے بعد یہ تسبیحات پچیس مرتبہ پڑھ لیں، پھر دوسرے سجدے تک دس دس مرتبہ پڑھتے رہیں، اور دوسرے سجدے کے بعد بیٹھ کر نہ پڑھیں، بلکہ سیدھے دوسرے رکعت کے لئے کھڑے ہو جائیں۔ علامہ شامی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ ان دونوں طریقوں سے صلوة التبیح پڑھنی چاہیے کبھی پہلے طریقے سے، کبھی دوسرے طریقے سے۔ تسبیحات کی تعداد خود بخود یاد رہتی ہوں تو انگلیوں پر نہیں گننا چاہیے، لیکن اگر بھول ہو جاتی ہو تو انگلیوں پر گننا جائز ہے۔

اگر کسی ایک رکن میں تسبیحات پڑھنا بھول گئے تو اگلے رکن میں قضا کر لیں۔ اس طرح کہ ایک رکعت میں پچھتر تسبیحات پوری ہو جائیں۔ البتہ بہتر یہ ہے کہ رکوع کی بھولی ہوئی تسبیحات قومہ میں قضا نہ کریں۔ بلکہ سجدے میں جا کر قضا کریں اور پہلے سجدے کی بھولی ہوئی تسبیحات سجدوں کے درمیانی جلسے میں قضا نہ کریں، بلکہ دوسرے سجدے میں جا کر قضا کریں۔

(مسائل رفعت قاضی ج ۴ ص ۷۵)

سلام پھیرنے کے بعد خضوع و خشوع کے ساتھ استغفار کر لیں اور خوب دعائیں مانگیں۔

## صلوة حاجت

جب کسی انسان کو دنیا و آخرت کی کوئی ضرورت درپیش ہوتو آنحضرت ﷺ نے ”نماز حاجت“ پڑھنے کی تلقین فرمائی ہے۔ نماز حاجت پڑھنے کے مختلف طریقے مشائخ سے منقول ہیں۔ لیکن اس کا جو مسنون طریقہ روایات حدیث میں بیان ہے وہ یہ ہے کہ دو رکعت نفل ”صلوة الحاجت“ کی نیت سے پڑھی جائے، نماز کا طریقہ عام نفل نمازوں کی طرح ہوگا۔ اس میں اور عام نفل نماز میں کوئی فرق نہیں ہے۔ البتہ نماز سے فارغ ہو کر سبحان اللہ، الحمد للہ کی تسبیحات پڑھی جائے، اس کے بعد درود شریف اور یہ دعا پڑھی جائے:

”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ، سُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، أَسْأَلُكَ مُوجِبَاتِ رَحْمَتِكَ، وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ، وَالْغَيْبَةَ مِنْ كُلِّ بَرٍّ، وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ إِثْمٍ، لَا تَدْعُ لِي ذَنْبًا إِلَّا غَفَرْتَهُ، وَلَا هَمًّا إِلَّا فَرَجْتَهُ، وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًا إِلَّا قَضَيْتَهَا يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ.“  
(سنن ترمذی حدیث ۳۷۹۹ سنن ابن ماجہ، ۱۸۹)

اس کے بعد جو حاجت درپیش ہو اس کے لئے اپنی زبان میں دعا مانگیں۔

عن عبد الله بن أبي أوفى، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: مَنْ كَانَتْ لَهُ إِلَى اللَّهِ حَاجَةٌ، أَوْ إِلَى أَحَدٍ مِنْ بَنِي آدَمَ



## بعض مستحب نمازیں

### تحیۃ الوضوء

فضائل: ہر وضو کے بعد دو رکعتیں تحیۃ الوضوء کے طور پر پڑھنا مستحب ہے، درج ذیل روایات میں اس کی فضیلت آئی ہے:

من تَوَضَّأَ نَحْوَ وَضُوئِي هَذَا، ثُمَّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ لَا يُحَدِّثُ فِيهِمَا نَفْسَهُ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ.

(صحیح بخاری: ۱۵۹)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص میرے اس طریقہ کے مطابق وضو کرے پھر دو رکعت نماز پڑھے اور دوران نماز سوچ بچار نہ کرے تو اس کے تمام پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

ان النبي صلى الله عليه وسلم قال لبلالٍ عند صلاة الفجر: يا بلال، حدثني بأرجح عملٍ عملته في الإسلام، فأبى سمعتُ دُفَّ نعليك بين يدي في الجنة. قال: ما عملتُ عملاً أرجح عندي: أني لم أتطهر ظهراً، في ساعة ليلٍ أو نهارٍ، إلا صليتُ بذلك الظهور ما كتبت لي أن أصلي.

(صحیح بخاری: حدیث ۱۰۹۸)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فجر کی نماز کے وقت فرمایا کہ اے بلال! تم نے حالت اسلام میں جتنے اعمال کئے ہیں ان میں سے سب سے

زیادہ امید (نفع کی توقع والا) کام مجھے بتاؤ۔ کیونکہ میں نے رات جنت میں اپنے آگے تمہارے جوتوں کی آواز سنی ہے حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اسلام میں جو اعمال بھی میں نے کئے ہیں ان میں سب سے زیادہ جس عمل سے مجھے نفع کی توقع ہے وہ یہ ہے کہ جب بھی میں نے دن یا رات میں پوری پاکی حاصل کی تو جتنے نوافل میرے لئے مقدر تھے وہ میں نے ادا کئے۔

مَا مِنْ أَحَدٍ يَتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ الْوُضُوءَ وَيُصَلِّي رَكَعَتَيْنِ يُقْبَلُ  
بِقَلْبِهِ وَوَجْهِهِ عَلَيْهِمَا إِلَّا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ

(صحیح مسلم: ۲۳۴)

ترجمہ: جو شخص وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے اور ظاہر و باطن کے ساتھ متوجہ ہو کر (دل لگا کر) دو رکعت پڑھے اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے۔

اعتکاف کے دوران چونکہ انسان مسجد ہی میں ہوتا ہے، اس لئے تحیۃ المسجد کا موقع تو نہیں ہوتا، لیکن جب بھی وضو کریں، تحیۃ الوضوء پڑھنے کا اہتمام کر لیں تاکہ ان مذکورہ احادیث میں ذکر کئے گئے فضائل حاصل ہوں۔ تحیۃ الوضوء کوئی خاص طریقہ نہیں ہے یہ بھی عام نمازوں کی طرح پڑھی جائے گی، البتہ بہتر یہ ہے کہ یہ نماز اعضاء کے خشک ہونے سے پہلے پڑھ لی جائے۔ اگر کسی وجہ سے تحیۃ الوضوء کا وقت نہ ملے تو سنت مؤکدہ یا فرض نماز شروع کرتے وقت اسی نماز میں تحیۃ الوضوء کی نیت بھی کر لی جائے تو انشاء اللہ اس فضیلت سے محرومی نہ ہوگی۔

(مسائل رفعت قاسمی۔ ج ۴، ص ۷۵)

## نماز اشراق اور چاشت

### فضائل

عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذِ بْنِ أَنَسِ الْجُهَنِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ «مَنْ قَعَدَ فِي مُصَلَّاهُ حِينَ يَنْصَرِفُ مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ، حَتَّى يُسَبِّحَ رَكْعَتِي الضُّحَى، لَا يَقُولُ إِلَّا خَيْرًا، غُفِرَ لَهُ خَطَايَاهُ، وَإِنْ كَانَتْ أَكْثَرَ مِنْ زَبَدِ الْبَحْرِ».

(سنن ابوداؤد حدیث، ۱۲۸۷)

حضرت سہیل بن معاذ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:- جو شخص نماز صبح سے فارغ ہو کر اپنے نماز کی جگہ بیٹھا رہے اور اشراق کی دو رکعتیں پڑھنے تک خیر کے سوا کچھ زبان سے نہ نکالے تو اس کے گناہ خواہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں معاف کر دئے جاتے ہیں۔

صلوة الضحیٰ (چاشت کی نماز)

### فضائل

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ حَافِظٌ عَلَى شُفْعَةِ الضُّحَى غُفِرَتْ لَهُ ذُنُوبُهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ

(سنن ترمذی حدیث ۴۷۶)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص پابندی سے چاشت کی دو رکعتیں پڑھتا ہے اس کے گناہ بخش دئے جاتے ہیں۔ اگر چہ وہ

سمندر کی جھاگ کی مانند ہوں۔

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ صَلَّى الضُّحَى ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً بَنَى اللَّهُ لَهُ قَصْرًا مِنْ ذَهَبٍ فِي الْجَنَّةِ“  
(سنن ترمذی حدیث، نمبر ۷۳۷۳)

حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس نے چاشت کی بارہ رکعتیں پڑھی اللہ تبارک و تعالیٰ اس کے لئے جنت میں سونے کا محل بنا دیتے ہیں۔

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، وَأَبِي ذَرٍّ، عَنِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى أَنَّهُ قَالَ: «ابْنُ آدَمَ ارْكَعْ لِي أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ مِنْ أَوَّلِ النَّهَارِ أَكْفِكَ آخِرَهُ“

حضرت ابو درداء اور حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے ابن آدم میرے لئے دن کے ابتداء میں چار رکعتیں پڑھ لیا کر، میں دن کے اختتام تک تمہاری کفایت کروں گا۔

(سنن ترمذی، حدیث نمبر ۷۳۷۳)

کچھ علماء حضرات نے اشراق اور چاشت کی نمازوں کو ایک شمار کیا ہے جبکہ اکثر علماء نے اشراق اور چاشت کی نمازوں کو الگ الگ نماز شمار کیا ہے۔

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، فتویٰ نمبر ۶۱۲۶۳)

اشراق کی نماز طلوع آفتاب سے تقریباً ۱۵ یا ۲۰ منٹ بعد ادا کی جاتی ہے جو سورج میں تیزی آنے تک پڑھی جاسکتی ہے۔ جبکہ چاشت کی نماز کا وقت سورج میں

تیزی آنے کے بعد سے زوال آفتاب تک ہے۔ اشراق کے وقت دو یا چار رکعت ادا کریں چاشت کی بھی دو اور چار رکعتیں احادیث میں آئی ہیں جبکہ کچھ احادیث میں آٹھ رکعتوں کا تذکرہ بھی آیا ہے۔  
(اعلاء السنن ج ۷ ص ۳۶۳۲۹)

اس لئے ان اوقات میں اللہ تعالیٰ جتنی توفیق دے نفل نماز ادا کر لیں۔  
افضل یہ ہے کہ انسان نماز فجر کے بعد اپنی جگہ پر ہی بیٹھا تسبیحات یا تلاوت میں مشغول رہے، اور جب سورج نکل کر ذرا بلند ہو جائے تو دو یا چار رکعتیں پڑھ لے۔

### صلوٰۃ الاوابین

### فضائل

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلَّى بَعْدَ الْمَغْرَبِ سِتًّا رُكْعَاتٍ لَمْ يَتَكَلَّمْ قِيَمَاتٍ لَهُنَّ بِسُوءٍ عُدِلْنَ لَهُ بِعِبَادَةِ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ سَنَةً

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مغرب کے بعد چھ رکعت پڑھیں اور ان کے درمیان کوئی بری بات نہیں کی تو اسے بارہ سال کی عبادت کا ثواب ملے گا۔  
(سنن الترمذی، ۴۳۵)

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

رَأَيْتُ حَبِيبِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي بَعْدَ الْمَغْرَبِ سِتًّا رُكْعَاتٍ وَقَالَ مَنْ صَلَّى بَعْدَ الْمَغْرَبِ سِتًّا رُكْعَاتٍ غُفِرَتْ لَهُ ذُنُوبُهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ

(مجمع الزوائد، ۳۳۸۰)

ترجمہ: میں نے اپنے حبیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ مغرب کے بعد چھ رکعات پڑھتے تھے اور فرماتے تھے کہ جس نے مغرب کے بعد چھ رکعت پڑھیں تو اس کے گناہ معاف کر دیے جائیں گے اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّى صَلَاةَ الْأَوَائِبِينَ مَا بَيْنَ أَنْ يَنْكَبَتْ أَهْلُ الْبَغْرِبِ إِلَى أَنْ يُثَوَّبَ إِلَى الْعِشَاءِ.

(مصنف ابن ابی شیبہ، ۵۹۲۲)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ”صلوٰۃ الاوابین“ کا وقت اس وقت سے ہے کہ جب نمازی نماز مغرب پڑھ کر فارغ ہوں اور یہ عشاء کا وقت آنے تک رہتا ہے۔

عام طور پر صلوٰۃ الاوابین ان نفلوں کو کہتے ہیں جو مغرب کے بعد پڑھی جاتی ہیں، یہ کم از کم چھ رکعت اور زیادہ سے زیادہ بیس رکعت ہیں، اور بہتر یہ ہے کہ چھ رکعتیں مغرب کی دو سنت مؤکدہ کے علاوہ پڑھی جائیں، تاہم اگر وقت کم ہو تو سنت مؤکدہ سمیت چھ پوری کر لی جائیں تب بھی انشاء اللہ اس نماز کی فضیلت حاصل ہو جائے گی۔

### نماز تہجد

### فضائل

نماز تہجد نفل نمازوں میں سب سے زیادہ اہمیت و فضیلت کی حامل ہے۔  
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

نے ارشاد فرمایا:

أَفْضَلُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْفَرِيضَةِ صَلَاةُ اللَّيْلِ.

(سنن ترمذی حدیث نمبر ۴۳۸)

فرض نمازوں کے بعد سب سے افضل نماز تہجد کی نماز ہے۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ عُرفاً تُرْمَى  
ظُهُورُهَا مِنْ بُطُونِهَا وَبُطُونُهَا مِنْ ظُهُورِهَا فَقَامَ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ لِمَنْ  
هِيَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ فَقَالَ لِمَنْ أَطَابَ الْكَلَامَ وَأَطَعَمَ الطَّعَامَ وَأَدَامَ  
الصِّيَامَ وَصَلَّى بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ.

(جامع الترمذی، ۱۹۸۴)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں ایسے بالاخانے ہیں جن کا اندرونی حصہ باہر سے اور بیرونی حصہ اندر سے نظر آتا ہے۔ تو ایک اعرابی کھڑا ہوا اور عرض کرنے لگا۔ اے اللہ کے رسول! یہ بالاخانے کس کیلئے ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے لئے جو اچھا کلام کرے، (مسکینوں کو) کھانا کھلائے، ہمیشہ روزے رکھے اور رات کو نماز پڑھے جب دوسرے لوگ سو رہے ہوں۔

### وقت تہجد

سنت طریقہ یہ ہے کہ عشاء پڑھ کر سو جائے، پھر اٹھ کر نماز تہجد ادا کرے، جیسا

کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں فرماتی ہیں:

كَانَ يَنَامُ أَوَّلَهُ وَيَقُومُ آخِرَهُ فَيُصَلِّي ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى فِرَاشِهِ

(مسلم شریف، ۷۳۹)

کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رات کے شروع حصہ میں آرام فرماتے اور آخری

حصہ میں بیدار ہوتے اور نماز ادا فرماتے۔ پھر اپنے بستر پر واپس آجاتے۔ پھر اذان کے وقت دوبارہ بیدار ہوتے۔

مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لفظ تہجد ”ہجود“ سے مشتق ہے، اور یہ لفظ دو متضاد معنی کے لیے استعمال ہوتا ہے، اس کے معنی سونے کے بھی آتے ہیں اور جاگنے کے بھی اسی لئے رات کی نماز کو اصطلاح شرع میں نماز تہجد کہا جاتا ہے، اور عموماً اس کا مفہوم یہ لیا گیا ہے کہ کچھ دیر سو کر اٹھنے کے بعد جو نماز پڑھی جائے وہ نماز تہجد ہے، لیکن تفسیر مظہری میں ہے کہ مفہوم اس آیت (ومن الليل فتجد به) کا اتنا ہے کہ رات کے کچھ حصہ میں نماز کے لیے سونے کو ترک کر دو، اور یہ مفہوم جس طرح کچھ دیر سونے کے بعد جاگ کر نماز پڑھنے پر صادق آتا ہے اسی طرح شروع ہی میں نماز کے لیے نیند کو مؤخر کر کے نماز پڑھنے پر بھی صادق ہے، اس لیے نماز تہجد کے لیے پہلے نیند ہونے کی شرط قرآن کا مدلول نہیں، پھر بعض روایات حدیث سے بھی تہجد کے اسی عام معنی پر استدلال کیا ہے۔ امام ابن کثیرؒ نے حضرت حسن بصریؒ سے نماز تہجد کی جو تعریف نقل کی ہے وہ بھی اسی عموم پر شاہد ہے، اس کے الفاظ یہ ہیں:

”حسن بصری فرماتے ہیں کہ نماز تہجد ہر اس نماز پر صادق ہے جو عشاء کے بعد پڑھی جائے البتہ تعادل کی وجہ سے اس کو کچھ نیند کے بعد پر محمول کیا جائے گا۔“

اس کا حاصل یہ ہے کہ نماز تہجد کے اصل مفہوم میں بعدم النوم (نیند کے بعد) ہونا شرط نہیں، اور الفاظ قرآن میں بھی یہ شرط موجود نہیں، لیکن عموماً تعادل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کا یہی رہا ہے کہ نماز آخر رات میں بیدار ہو کر پڑھتے تھے اس

لیے اس کی افضل صورت یہی ہوگی۔“ (معارف القرآن، ج ۵، ص ۵۱۶)

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ تہجد کا وقت عشاء سے لے کر صبح صادق تک ہے چنانچہ اگر کوئی شخص سونے سے پہلے بھی چند رکعتیں تہجد کی نیت سے پڑھ لے، تو تہجد ادا ہو جائے گی، البتہ سوکراٹھنے کے بعد تہجد پڑھنا زیادہ افضل ہے۔

(فتویٰ دارالعلوم دیوبند نمبر، ۶۳۶۳)

### تعداد رکعات تہجد

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ تہجد کی رکعات کے بارے میں مختلف تھی۔ چار، چھ، آٹھ، دس رکعات تک بھی منقول ہیں۔

نماز تہجد کی کیفیت کے بارے میں جو روایات منقول ہیں ان میں ابتدا میں دو رکعتیں مختصر قرأت کے ساتھ پھر باقی رکعات میں قرأت بھی لمبی اور رکوع سجدے بھی طویل ہوا کرتے۔

(معارف القرآن۔ ج ۵، ص ۵۱۸)

## صدقۃ الفطر

فطر کا معنی ہے روزہ کھولنا، یا نہ رکھنا۔

شرعی اصطلاح میں صدقۃ فطر اس صدقۃ کا نام ہے جو ماہ رمضان کے ختم ہونے پر دیا جاتا ہے، صدقۃ فطر رمضان کی کوتاہیوں اور غلطیوں کا کفارہ بھی بنتا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

زَكَاتُ الْفِطْرِ طَهْرَةٌ لِلصَّائِمِ مِنَ اللُّغْوِ وَ الرَّفَثِ، وَ طُعْمَةٌ

لِلْمَسَاكِينِ۔ (ابوداؤد حدیث نمبر ۱۶۰۹)

صدقۃ فطر روزہ دار کی بے کار باتوں اور فحش گوئی سے روزہ کو پاک کرنے کے لئے اور مساکین کو کھانا کھلانے کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔

## صدقۃ الفطر کے اہم مسائل

صدقۃ الفطر واجب ہے، اس کے واجب ہونے کے لئے تین شرطیں ہیں:

۱۔ آزاد ہونا

۲۔ مسلمان ہونا

۳۔ نصاب کا مالک ہونا

صدقۃ الفطر کس پر واجب ہوتا ہے؟

ہر وہ مسلمان جس کی ملکیت میں عید الفطر کے دن صبح صادق کے وقت درج ذیل

پانچ چیزوں میں سے کوئی ایک بمع نقدی یا ان پانچوں کا مجموعہ ساڑھے باون تولہ چاندی

یا اس کی قیمت کے بقدر مالیت ہو جائے، اس پر صدقۃ الفطر واجب ہو جاتا ہے۔ وہ پانچ

چیزیں یہ ہیں: سونا، چاندی، نقدی، مال تجارت اور ضرورت سے زائد تمام اشیاء۔ ضرورت سے زائد اشیاء یہ ہو سکتی ہیں: ضرورتِ معاش سے زائد زرعی، غیر زرعی زمینیں اور ان کی پیداوار، ٹی وی، وی سی آر، ڈش، ضرورت سے زائد کرائے پردیے ہوئے مکان اور گاڑی، ضروریاتِ زندگی سے زائد سامان اور فرنیچر وغیرہ کی قیمتِ فروخت۔ (اس نصاب پر سال گزرنا ضروری نہیں)

(کتاب الفتاویٰ حنفیہ، ج ۳، ص ۳۵۷ اور احسن الفتاویٰ ج ۴، ص ۳۸۳)

صدقۃ الفطر کی مقدار: گندم کے اعتبار سے: پونے دو کلو گندم یا اس کی قیمت۔

(فتاویٰ دارالعلوم زکریا، ج ۳، ص ۲۳۲)

کشمش اور کھجور کے اعتبار سے: ساڑھے تین کلو یا ان کی قیمت۔ (حوالہ بالا)

### صدقۃ الفطر کے اہم مسائل

۱۔ اگر کسی کی ملکیت میں مکان ہے جو کرایہ پر دیا ہوا ہے یا کاشتکاری کی زمین ہے اور صرف اسی کے آمدن پر گزارا ہو تو یہ بھی ضروری اسباب میں داخل ہو جائے گا اور اس پر صدقۃ فطر واجب نہ ہوگا۔ (بہشتی زیور، ج ۳، ص ۱۹۷)

۲۔ صدقۃ الفطر، عید الفطر کے دن، صبح صادق کے وقت واجب ہوتا ہے لہذا صبح صادق سے پہلے جو بچہ پیدا ہو یا فقیر مالدار ہو جائے تو ان سب پر صدقۃ الفطر واجب ہے۔ اسی طرح صبح صادق کے بعد جو صاحب نصاب شخص فوت ہو جائے اس پر بھی صدقۃ فطر واجب ہے۔ اس کے برعکس اگر کوئی شخص صبح صادق سے پہلے فوت ہو جائے تو اس پر صدقۃ فطر نہیں۔ یا جو بچہ صبح صادق کے بعد پیدا ہو اس پر صدقۃ فطر واجب نہیں۔

(مسائل رمضان، مفتی احمد ممتاز صاحب)

- ۳۔ صدقہ الفطر کا حکم یہ ہے کہ یہ عید کے دن عید کی نماز سے پہلے ادا کر دیا جائے۔  
(فتاویٰ رحیمیہ ج ۷- ص ۲۰۰)
- ۴۔ صدقہ فطر عید کے دن سے پہلے بھی ادا کیا جاسکتا ہے، اسی طرح رمضان کے مہینہ میں بھی ادا کر سکتا ہے۔ بعض فقہاء کی رائے یہ ہے کہ رمضان سے پہلے بھی ادا کر سکتا ہے۔  
(کتاب الفتاویٰ ج ۳ ص ۳۶۳)
- ۵۔ صدقہ فطر اگر عید کی نماز کے بعد بھی ادا کر دے تو یہ بھی جائز ہے۔ (لیکن اتنی تاخیر کرنا مناسب نہیں کیونکہ اس سے صدقہ فطر کا مقصد فوت ہو جائے گا) اگر بردقت صدقہ ادا نہ کیا اور بعد میں محتاج ہو تو صدقہ معاف نہیں ہوگا بلکہ اس کے ذمہ باقی رہے گا۔  
(بہشتی زیور، ج ۳ ص ۱۹۷)
- ۶۔ صدقہ فطر کے مستحق ایسے غریب حضرات ہیں جن کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے۔  
(الدر المختار: ج ۳ ص ۳۷۹ باب صدقۃ الفطر)
- ۷۔ صدقہ فطر ماں، باپ، دادا، دادی، نانا، نانی اسی طرح بیٹا بیٹی، پوتا پوتی اور نواسا نو اسی کو دینا درست نہیں ہے۔  
(تحفۃ الفقہاء: ج ۱ ص ۳۰۳ باب من یوضع فی الصدقۃ)
- ۸۔ متعدد افراد کا صدقہ فطر ایک مسکین کو دینا جائز ہے۔ (بہشتی زیور ج ۳ ص ۱۹۸)
- ۹۔ صدقہ الفطر اپنے اور نابالغ بچوں کی طرف سے ادا کرنا واجب ہے، اسی طرح اگر بچے بالغ ہوں لیکن فاقر العقل ہوں تو ان کی طرف سے بھی صدقہ الفطر ادا کرنا واجب ہے۔  
(کتاب الفتاویٰ، ج ۳ ص ۳۵۷)
- ۱۰۔ چاہے روزے رکھے ہوں یا نہ رکھے ہوں صدقہ فطر کا نصاب اگر پورا ہو تو صدقہ فطر دینا واجب ہے۔  
(فتاویٰ رحیمیہ ج ۷ ص ۱۹۶)
- ۱۱۔ صدقہ الفطر کے مستحقین وہ لوگ ہیں جو صاحب نصاب نہ ہوں۔ (یعنی جن

لوگوں کے پاس نصاب کے بقدر مال یا ضرورت سے زائد اشیاء ہوں) ان کو صدقہ فطر دیا جاسکتا ہے۔

(فتاویٰ عثمانی - ج ۲ - ص ۱۳۵)

۱۲۔ زکوٰۃ، صدقۃ الفطر اور قربانی کی کھالوں کی رقوم کسی مستحق کو مالک و قابض بنا کر دینا ضروری ہے لہذا یہ رقوم کسی رفاہ عامہ کے کاموں میں خرچ نہیں کی جاسکتیں۔

(فتاویٰ عثمانی - ج ۲ - ص ۱۳۷)

۱۳۔ جس جگہ صدقہ فطر ادا کرنا ہے اسی جگہ کی قیمت کا اعتبار ہوگا۔

(فتاویٰ محمودیہ ج ۹ - ص ۶۲۳)

۱۴۔ اگر والد، بالغ اولاد اور شوہر اپنی بیوی کی طرف سے صدقہ ادا کر دے تو یہ ادا ہو جائے گا۔

(فتاویٰ حقانیہ ج ۳ - ص ۳۷)

۱۵۔ اگر مستحق کے بچے سمجھ دار ہوں تو ان کو صدقہ فطر دیا جاسکتا ہے اور اگر نا سمجھ ہوں تو ان کو نہیں دیا جاسکتا البتہ ان کے سرپرست کو دیا جاسکتا ہے۔ مالدار کے بچوں کو صدقہ فطر نہیں دیا جاسکتا۔

(فتاویٰ محمودیہ ج ۹ ص ۶۳۸)

۱۶۔ اگر وکالت و اجازت کے بغیر اپنی بیوی اور بالغ اہل و عیال کی طرف سے صدقہ فطر ادا کر لیا تو ادا ہو جائے گا۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج ۸، ص ۱۹۸)

تمت بعون اللہ تعالیٰ و حمدہ

باری تعالیٰ کے خاص کرم، اساتذہ کرام کی محنتوں اور والدین کی دعاؤں سے یہ مختصر کتابچہ مرتب ہوا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اس کو اپنے بارگاہ عالیہ میں قبولیت سے نوازے۔ آمین بجاہ سید المرسلین۔

آخر میں آپ سب حضرات سے گزارش ہے کہ رمضان کے عام و خاص اوقات میں جب آپ اپنے اور اپنے اہل و عیال کے لئے دعا کریں تو بندہ، اس کے اساتذہ کرام، والدین، اہل و عیال اور ان کتابوں کے مؤلفین جن سے اس رسالہ کی ترتیب میں استفادہ کیا گیا، کو بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

واخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین۔

مدرسہ عثمانیہ، مینگورہ، ضلع سوات، سنہ ۲۰۰۹ سے دینی علوم کی خدمت میں سرگرم عمل ہے۔ ادارہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے ساتھ ملحق ہے، یہاں فی الحال ناظرہ قرآن کریم، حفظ قرآن کریم، تجوید القرآن، اور درس نظامی کے ابتدائی درجات پڑھائے جاتے ہیں۔ بجز اللہ تعالیٰ ادارے کے طلبہ نے وفاق المدارس کے ہر مرحلہ کے امتحانات میں نمایاں پوزیشنوں کے ساتھ کامیابی حاصل کی ہے۔ فی الحال ادارہ کی سرگرمیاں کراچی کی عمارات میں انجام دی جا رہی ہیں۔

باری تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان مساعی کو اپنی بارگاہ عالیہ میں قبولیت عطا فرمائے اور ادارہ کی تمام ضروریات کو اپنے غیب کے خزانوں سے پورا فرمادے۔ آمین

مولانا قاری محمد ثناء اللہ عفی عنہ

ناظم تعلیمات

مَدْرَسَةُ عُثْمَانِيَا

مینگورہ سوات

8071451-0344